REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO.R.N.61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD.NO.P/GDP-3.

جلد ۳۵

شمارہ ۴۰

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائبین:- بشارت احمد حیدر، شکیل احمد طاہر

شرحِ چندہ

سالانہ ۳۶ روپے

ششماہی ۱۸ روپے

ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۲۰ روپے

فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۷ محرّم ۱۴۰۶ ہجری ۲ اخاء ۱۳۶۵ ہش ۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۸ تبوک (ستمبر)۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں عرصہ زیرِ اشاعت کے دَوران کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب کرام اپنے جان و دل سے عزیز آقا کی صحت و سلامتی اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

● — قادیان ۲۸ تبوک (ستمبر)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ اور محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ مورخہ ۸۶/۹/۲۳ کی شام کو سری نگر (کشمیر) سے بخیر و عافیت واپس قادیان پہنچے۔ الحمد للہ۔ جیسا کہ قبل ازیں قارئین بدر کو اطلاع دی جاچکی ہے محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کو دورانِ سفر شدید گھبراہٹ اور سانس رُکنے کی تکلیف لاحق ہوئی۔ اس مرض کو ڈاکٹری اصطلاح میں ISCHEAMIA HEART DISEASE کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹری ہدایت کے مطابق سری نگر کے سرکاری ہسپتال میں داخل کیا گیا جہاں آپ مورخہ ۸۶/۹/۱۷ تک زیرِ علاج رہیں۔ اس وقت طبیعت بتدریج بہتر ہو رہی ہے تاہم ڈاکٹروں نے ہنوز کم و بیش ایک ماہ تک مکمل آرام کی ہدایت دی ہے۔ قارئین سے محترمہ سیدہ موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دُعا کی دردمندانہ درخواست ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اِس عارضۂ قلب سے مکمل شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

مجلسِ خدّام الاحمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کا چھٹا سالانہ اجتماع

دلچسپ علمی و ورزشی مقابلہ جات اور تقسیمِ انعامات

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس انچارج احمدیہ مسلم مشن۔ آندھرا پردیش

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ امسال حلقہ فلک نما میں مجلس خدّام الاحمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے چھٹے سالانہ اجتماع کے انعقاد کا موقعہ ملا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

انتظامات اجتماع کے لئے ایک سب کمیٹی بنائی گئی جو مکرم محمد عبید اللہ صاحب قائد مجلس، مکرم احمد عبد الماجد صاحب، مکرم واصف احمد صاحب انصاری ناظمِ مال، مکرم مظاہر احمد صاحب اور مکرم محمد اقبال صاحب ضمیر پر مشتمل تھی۔ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت و مکرم سید جہانگیر علی صاحب نائب امیر جماعت کی زیرِ نگرانی خدام نے مسلسل ایک ماہ کی مخلصانہ کوششوں کے ذریعہ بفضلہ تعالیٰ جملہ انتظامات مکمل کر لئے۔

مورخہ ۱۴ ستمبر کو فجر کی نماز کے ساتھ ہی اجتماع کے پروگراموں کا آغاز ہوا۔ حلقہ فلک نما کے خدام نے ہینڈ پمپ چلا کر اجتماع کے لئے پانی مہیا کیا۔ پنڈال کے لئے شامیانے اور قناتیں لگائی گئیں۔ لاؤڈ اسپیکر سیٹ کیا گیا۔ اور سٹیج پر بانیٔ مجلس خدام الاحمدیہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ولولہ انگیز شعر ؎

کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور
اَے مرے اہلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو

پر مشتمل ایک خوبصورت بینر آویزاں کیا گیا۔

پہلا اجلاس

اِفتتاحی اجلاس مکرم سید جہانگیر علی صاحب نائب امیر جماعت کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم مکرم واصف احمد صاحب انصاری نے کی جبکہ عہد مکرم احمد عبد الماجد صاحب نائب قائد نے دوہرایا اور نظم مکرم محمد مظاہر احمد صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی بعدہٗ مکرم واصف احمد صاحب انصاری نے کشتی نوح کا درس دیا۔ ازاں بعد مکرم محمد عبید اللہ صاحب بی۔ ایس سی ناظم اعلیٰ انصار اللہ آندھرا پردیش اور خاکسار نے خدام کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اجتماعی دُعا کے ساتھ پہلا اجلاس ختم ہوا۔ مقامِ اجتماع چونکہ فلک نما ریلوے سٹیشن سے ملحق تھا، اِن سے وقفے وقفے سے خدا کے فلک بوس نعرے آنے جانے والے مسافروں کی خصوصی توجہ کا مرکز بنتے رہے۔

ورزشی اور علمی مقابلہ جات

اِفتتاحی اجلاس کے بعد مکرم تقی الدین صاحب انجینئر، مکرم ریاض الدین صاحب، مکرم اشفاق احمد صاحب زعیم حلقہ سعید آباد اور مکرم خالد احمد صاحب ضمیر کی زیرِ نگرانی دوڑ۔ کبڈی۔ سلو سائیکل۔ پیغام رسانی اور لاٹھی چلانے کے دلچسپ ورزشی مقابلے منعقد ہوئے۔

ٹھیک ڈیڑھ بجے بعد دوپہر مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی کی زیرِ صدارت (باقی ص ۱۲ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

۱۸، ۱۹، ۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرماتے ہوئے فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی برکات اور افضال نازل فرمائے اور یہ جلسہ ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بہت بڑھ کر ہو۔"

احباب اس عظیم رُوحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبد الرحیم و عبد الرؤف، مالکان حمید ساری مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- مجلس انصار اللہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲ر اخاء ۱۳۶۵ ہش

قتل بربنائے ارتداد

مذہبی رواداری اور آزادیٔ ضمیر وعقیدہ کے باب میں اسلام نے اپنے متبعین کو جس فراخ حوصلگی اور وسعتِ نظری کا مظاہرہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے وہ بذاتِ خود اس کے امن پسند اور صلح کُن مذہب ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے :-

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ
(الکہف : ۳۰)

اے پیغمبرؐ! اعلان کر دو کہ یہ دینِ برحق تو تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پس تم میں سے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کرے۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون : ۷) تمہارا دین تمہارے ساتھ اور میرا دین میرے ساتھ ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی دوسرے کے مذہب وعقیدہ سے متعلق جوابدہ نہیں۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرہ : ۲۵۷) آج سے دین کے معاملہ میں کسی قسم کے جبر واکراہ کی اجازت نہیں۔ بلکہ ہر شخص اپنے مذہب کے بارہ میں کلیتاً آزاد اور براہِ راست اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہے۔

آزادیٔ ضمیر وعقیدہ اور مذہبی رواداری پر مبنی اسلام کی ان پُرحکمت تعلیمات پر کماحقہ، عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں ہی مسلمانوں نے عہدِ خلافتِ راشدہ اور مابعد کے زمانے میں غیر مسلموں کے جان ومال اور عزت وآبرو کی جس رنگ میں حفاظت کی اور اُن کے تئیں جس فراخ دلی کا مومنانہ مظاہرہ کیا اس کی مثال کسی دوسری جگہ تلاش کرنا بے سُود ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کے ان تمام احسانات کو یکسر فراموش کر کے معاندینِ اسلام نے اسلام کو دنیا کے سامنے ہمیشہ ایک متعصب اور تنگ نظر مذہب کے طور پر ہی پیش کیا ہے۔ اغیار تو چونکہ اغیار ہی ہیں اس لئے ہمارا ان سے شکوہ کرنا بے کار ہے۔ ہمیں شکایت ہے تو اُن مسلمان کہلانے والوں سے جنہوں نے اپنی بدبختی سے بعض سرتاسر مہمل اور بے بُنیاد روایات کی بناء پر کچھ ایسے غلط اور لایعنی عقائد اختراع کر لئے ہیں جن کا قرآنِ حکیم، سنتِ نبویؐ اور احادیثِ صحیحہ سے کہیں دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ ایسے ہی وضعی اور من گھڑت عقائد میں سے ایک عقیدہ "قتلِ مُرتد" بھی ہے جو اپنی انتہائی مکروہ اور ہولناک شکل وصُورت میں اسلام کی روشن پیشانی پر بدنُما داغ سے کم نہیں۔

مُسلمانوں میں اس برخود غلط عقیدہ کی بُنیاد اُس وقت پڑی جب خلافتِ راشدہ کے مابعد کا کچھ زمانہ گزرنے کے بعد اسلامی سلطنت کی زمام خوفِ خدا سے تہی ایسے جابر حکمرانوں کے ہاتھ میں آ گئی جن کا مقصودِ حیات عیش وطرب کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اسی لئے انہوں نے ایسے بندگانِ درہم و دینار فقہاء اور ضمیر فروش علماءِ سُوء کو اپنا مصاحب اور مقرب بنایا جو يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ کے مصداق احکامِ شریعت میں ہر قسم کے ردّوبدل کو جائز سمجھتے تھے۔ اور جن کا اپنا مذہب وقت کے آمر کو خوش کر کے منہ مانگی مراد پانے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے وقت کے جابر اور عیش وعشرت کے دلدادہ حکمرانوں کی ایماء پر اندرونِ ملک ان کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دینے کے لئے لاکھوں راسخ العقیدہ اور احکامِ شریعت پر کاربند مُسلمانوں کے خلاف کُفر وارتداد کے بے شمار غیر شرعی فتوے صادر کئے اور بناء بریں انہیں واجب القتل قرار دے کر ہمیشہ کے لئے صفحۂ زمین سے نابُود کر دیا۔ مذہب کے نام پر جبر واستبداد روا رکھنے کی یہ خطرناک روش رفتہ رفتہ انتہا پسند مسلمانوں کے ذہنوں پر کچھ اس طور سے مسلط ہوئی کہ ایک انتہائی خوفناک نظریہ کی شکل اختیار کر گئی۔ برِصغیر میں زمانہ جاہلیت کی یاد تازہ کرنے والے اس خطرناک نظریہ کی ترویج واشاعت میں بانی جماعتِ اسلامی سیّد ابوالاعلیٰ مودودی اور اُن جیسے مذہبی جبر وتشدد کے حامی کچھ دوسرے علماء نے نمایاں کردار ادا کیا۔ چنانچہ آج بھی مودودی صاحب کی اسی نام نہاد اسلامی جماعت جسے مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت العلماء پاکستان نے بجا طور پر پاکستان کی دہشت گرد مافیا تنظیم قرار دیا ہے، کی طرف سے بار بار یہ بے ہودہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ قومی اسمبلی کی ستمبر ۱۹۷۴ء کی قرارداد اور صدارتی آرڈیننس مجریہ ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کی رُو سے احمدی چونکہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار پا چکے ہیں اس لئے انہیں ہمارے نظریہ کے مطابق واجب القتل سمجھا جائے۔

حالانکہ قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ کسی بھی شخص کو اُس وقت تک دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ وہ خود اپنی زبان سے اپنے ارتداد کا برملا اعلان نہ کرے۔ پھر قرآن کریم میں تو محض غلط فہمی اور کوتاہ نظری کے باعث دینِ حنیف سے انحراف کے کھُلے بندوں اعلان کو بھی فی ذاتہٖ ایسا جُرم قرار نہیں دیا گیا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس دُنیا میں کوئی سزا تجویز فرمائی ہو۔ قرآنِ حکیم میں جہاں کہیں بھی مرتدین کا ذکر آیا ہے وہاں ان کے اس فعل کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اُخروی عذاب کا تو مستوجب قرار دیا گیا ہے۔ اِس دُنیا میں اُن کے لئے کوئی حد اور سزا ہرگز تجویز نہیں کی گئی۔ امام جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی خطاب میں اِس مسئلہ پر انتہائی مدلل۔ بصیرت افروز اور سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ حضور انور کے اِس معرکہ آراء خطاب کو ہم بہت جلد یکجائی طور پر ہدیۂ قارئین کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج کی صحبت میں ہم اِس موضوع پر نامور مفکرِ اسلام مولانا محمد علی جوہر کا ایک مکتوب بنام مولانا عبدالباری فرنگی محلی نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔ کوچہ چیلان دہلی سے ۲۵ر مئی ۱۹۲۵ء کو تحریر کردہ اپنے اِس مکتوب میں آپ فرماتے ہیں :-

"بہرحال مَیں نے خداوند کریم کی بارگاہ میں سرِ نیاز جھکا کر قرآن کریم کو پڑھا ہے اور اس کے کلام کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے رسولؐ کی احادیث کو اس مضمون پر ڈھونڈ نکالا ہے اور اُن میں اور قرآن کریم میں تطبیق کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور جس طرح خدا کے وجود، رسولؐ کی رسالت اور اسلام کے سچے ہونے پر ایمان لایا ہوں بالکل اُسی طرح "قتلِ مُرتد" کے خلاف اور قتلِ مُفسد اور قتلِ مُحارب کے موافق رائے قائم کی ہے۔ یا تو یہ لکھ دیا جائے کہ اس طرح رائے قائم کرنا جائز نہیں، خلافِ اسلام، خلافِ حکمِ قرآن وحدیث ہے۔ یا پھر اس طرح رائے قائم ہونے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ اور اگر وہ رائے کسی مسئلہ میں غلط ہو تو اس کی اصلاح بلا سبّ وشتم، بلا تکفیر والحاد کا الزام لگائے ہوئے استدلال سے کی جائے۔ جس کے لئے بحمد اللہ راستہ کھُلا ہے۔ اور ہمیشہ کھُلا رہے گا۔ "لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ" پر میرا ایمان ہے۔ عمل پر سزا کا مَیں قائل ہوں۔ لیکن عقائد پر سزا صرف آخرت میں ہوگی اور ضرور ہوگی۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

غرور ٹُوٹے گا ایک دِن .....!

نِکل رہا ہے یہاں کی گلیوں سے اب جنازہ شرافتوں کا
پھٹا چلا جا رہا ہے سینوں سے بند لاوا عداوتوں کا

فلک بھی اہلِ زمیں پہ اپنے لہو کے آنسو بہا رہا ہے
صلیب پر اک وجود لٹکا ہُوا ہے دیکھو صداقتوں کا

خُدائے برتر کے خاص بندوں کو تنگ کرنے سے باز آؤ
قریب ہے تم مزا چکھو گے ضرور اپنی شرارتوں کا

تمہاری مبہُوت صورتیں پھر لگیں گی ننگی ڈراؤنی سی
غرور ٹوٹے گا ایک دن جب تمہاری جھُوٹی وجاہتوں کا

جہاں کہیں ہم رہیں گے سایہ تو اپنے مَولا کا سر پہ ہوگا
یہ جان دے کر بھی حق ادا کچھ کریں گے اپنی امانتوں کا

وہ شورِ محشر بپا کرو تم کہ مُدتوں کا سکوت ٹوٹے
اُٹھو نمازیں پڑھو، نظارہ کرے گی دُنیا قیامتوں کا

یہ ظلم ونفرت کا دَور آخر ہٹے گا زائرؔ اداس کیوں ہو
اِن ابتلاؤں کے بعد ہوگا حسین زمانہ سعادتوں کا

★ بشیر احمد زائرؔ، شورت (کشمیر)

خطبہ جمعہ

عبادت مومن کی زندگی اور جان ہے اور فلسفۂ مذہب کی بنیاد اس پر ہے کہ انسان عبادت کے ذریعہ اپنے رب سے سچا تعلق قائم کرے

ضروری ہے کہ سارے مرکزی کارکنان عبادتوں کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ان کے مجموعی تقویٰ سے ایک زبردست طاقت پیدا ہو

اگر احمدیوں کی بھاری اکثریت نماز باجماعت پر مضبوطی سے قائم ہو جائے تو ساری دنیا کی طاقتیں مل کر بھی اس جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ یکم شہادت ۱۳۶۲ ہش مطابق یکم اپریل ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا:-

"قرآن کریم نے مذہب کا اور خود اپنا جو خلاصہ شروع میں پیش کیا ہے وہ تین لفظی ہے۔ سورۃ البقرہ کی پہلی آیت میں تو کتاب کا تعارف ہے اور اس کی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ اور اگلی آیت میں اس

ساری تعلیم کا خلاصہ

یہ بیان فرمایا اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ یعنی ایمان بالغیب، اقامت الصلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ۔

اگلی آیت یعنی وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ میں پہلی آیت کی تفصیل بیان فرمائی کہ غیب کے کیا معنی ہیں، مومن اقامت صلوٰۃ کی تعلیم کس سے لیتے ہیں، کس طرح اس کا حق ادا کرتے ہیں اور انفاق فی سبیل اللہ جو دراصل بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی ہے، وہ کیسے اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ مومن یہ سب باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھتے ہیں۔ جیسا کہ آپ سے پہلے بھی خدا نے جو بزرگ بھیجے تھے ان سے لوگ سیکھتے رہے تھے۔ اور آئندہ بھی سچی تعلیم وہی سکھائے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خدا سے پائے گا۔ پس اس نظام کا خلاصہ بیان فرما دیا جس کے ذریعہ انسان ایمان بالغیب سیکھتا ہے۔ اور یہ نظام خود ایمان بالغیب کا ہی حصہ ہے۔ پھر وہ اقامت صلوٰۃ یعنی حقوق اللہ کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور پھر انفاق فی سبیل اللہ یعنی بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کے اسلوب سیکھتا ہے۔

الغرض یہ پہلی تین باتیں جن کی طرف قرآن کریم مومن کو متوجہ کرتا ہے، جن کے بغیر نہ وہ متقی بن سکتا ہے، نہ وہ شک سے پاک ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہدایت کی کوئی بھی منزل پا سکتا ہے، وہ ہیں ایمان بالغیب، اقامت الصلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ۔ غیب کیا ہے؟ اس کی تفصیل جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگلی آیت میں اشارہ کرکے یہ بیان فرمائی کہ جو غیب تم نے سیکھنا ہو، وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سیکھ لو۔

ایمان بالغیب کیا ہوتا ہے؟ اس کی تفصیل بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بیان فرمائیں گے۔ لیکن چونکہ آج کے خطبے کا موضوع یہ حصہ نہیں، اس لئے میں اس کو فی الحال چھوڑتا ہوں۔

آج کے خطبے کا موضوع

اس تعلیم کا درمیانی حصہ یعنی اقامت صلوٰۃ ہے جو اللہ کے حقوق کی ادائیگی سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں تک انفاق فی سبیل اللہ کا تعلق ہے گزشتہ متعدد خطبات میں اس کے متعلق مختلف پہلوؤں سے میں توجہ دلاتا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں اتنی غیر معمولی بیداری پائی گئی ہے کہ میرے تصور کی کوئی چھلانگ بھی یہ اندازہ نہیں کر سکتی تھی کہ مجھے اتنا نمایاں تعاون فی سبیل اللہ حاصل ہوگا۔ بعض جگہ تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ خدا کے فرشتے دلوں کو تبدیل کرکے زبردستی مالی قربانی کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ اور جن لوگوں نے رؤیا دیکھ کر اس طرف توجہ کی۔ یعنی واضح طور پر ان کو ہدایت اور راہنمائی ملی اور پھر وہ مالی قربانیوں میں آگے بڑھے۔

اب میں جماعت کو خصوصیت کے ساتھ عبادت کی ادائیگی کی طرف بلانا چاہتا ہوں۔ اگرچہ بعض پہلے خطبات میں بھی میں نے اس کی طرف توجہ دلائی تھی، لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جب تک بار بار اس کی طرف توجہ نہ دلائی جائے اس وقت تک نہ توجہ دلانے والا اپنے رب کے سامنے اپنی ذمہ داری ادا کر سکتا ہے، نہ وہ لوگ صحیح معنوں میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کو توجہ دلائی گئی ہو۔ ذَكِّرْ کا مضمون ایک جاری و ساری مضمون ہے۔ اس لئے ہمیں بعض امور کی طرف بار بار توجہ دلاتے رہنا پڑے گا۔ خصوصاً نماز پر تو اس کا بہت ہی گہرا اثر پڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف آیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے نماز کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ یہ ہے کہ نماز ایسی چیز ہے جو اگر زور لگا کر اور توجہ کے ساتھ کھڑی نہ کی جائے تو گر پڑے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ جو بار بار کہا گیا ہے کہ نماز کو کھڑا کرو، کھڑا کرو، کھڑا کرو، اور بڑی کثرت کے ساتھ مختلف طریق پر بیان کیا گیا، اس سے اس طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ نماز ازخود کھڑی نہیں ہوا کرتی۔ جب بھی تم اس کی طرف سے غافل ہو گئے، یہ گر پڑے گی۔ جس طرح ٹینٹ یعنی خیمہ بانس کے سہارے کھڑا ہوتا ہے، اگر بانس نہیں رہے گا تو خیمہ زمین پر آ پڑے گا۔ کمرے کی طرح کی چیز تو نہیں کہ ازخود کھڑا رہے۔ اسی طرح عبادت بھی ایک ایسی چیز ہے جو ازخود کھڑی نہیں ہوتی۔ اس کی طرف

بار بار توجہ دلانے کی ضرورت

ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کی آیت اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ اے خدا! ہم کمزور ہیں اور عبادت مشکل کام ہے۔ ذرا بھی اس سے غافل ہوئے تو اس کا حق ادا کرنے کے اہل نہیں رہیں گے۔ اس لئے ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں، التجا کرتے ہیں کہ ہمیں توفیق بخش کہ ہم نماز کا حق ادا کر سکیں۔

اس لئے خصوصیت کے ساتھ نماز کی طرف توجہ دلانا ہمارا اوّلین فرض ہونا چاہیئے۔ سارا نظام اس چیز کو ہمیشہ اوّلیت دے۔

دوسرے اس لئے بھی اس طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے کہ مذہب کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ حقوق العباد اس کا دوسرا حصہ ضرور ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ عبادت کے بغیر حقوق العباد کی ادائیگی کا جذبہ بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی کسی قوم نے کبھی حقوق العباد نہیں سیکھے جب تک کہ اللہ نے نہ سکھائے ہوں۔ صحیح معنوں میں حقوق العباد کی آخری بنیادیں مذہب میں ہی ملتی ہیں۔ اس کے سوا تو باقی سب کچھ چھینا جھپٹی اور اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنا ہے۔ حقوق العباد کے نام پر ظلم کی تعلیم تو دی گئی ہے لیکن انسان نے کبھی حقوق العباد نہیں سکھائے۔ جتنی بھی دنیوی تعلیمات ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ

حقوق العباد حقیقت میں مذہب ہی سے نکلے ہیں

اور وہی لوگ حقوق العباد ادا کر سکتے ہیں جو پہلے اللہ کی عبادت کا حق ادا کریں۔ جن کی عبادتیں کمزور پڑ جائیں وہ حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی کمزور پڑ جاتے ہیں۔ جو حقوق اللہ ادا نہیں کرتے، وہ جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم حقوق العباد ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ انسان خدا کی عبادت تو نہ کرتا ہو لیکن خدا کے بندوں کے حقوق ادا کرے۔

چنانچہ قرآن کریم اس مضمون کو بہت کھول کر بیان کرتا ہے۔ فرماتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۙ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۙ (الماعون - آیت ۵-۶)

کہ اگرچہ نماز انسان کی زندگی اور اس کی بقا کا موجب ہے اور اس کو فلاح کی طرف لے جاتی ہے۔ لیکن کچھ نمازیں ایسی ہوتی ہیں جو ہلاکت کا پیغام دیتی ہیں۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ہلاک ہو جائیں ایسے لوگ، ایسے نمازیوں پر لعنت ہو۔ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ جو نمازیں تو پڑھتے ہیں لیکن غفلت کی حالت میں پڑھتے ہیں۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ نماز کی ذمہ داریوں سے غافل رہتے ہیں۔ نماز جن تقاضوں کی طرف بلاتی ہے یا جن تقاضوں کی طرف بلانے کے لئے نماز پڑھی جاتی ہے اس سے غافل ہو جاتے ہیں۔ یعنی نہ اللہ کی محبت ان کے دل میں پیدا ہوتی ہے نہ محض للہ کام کرنے کی عادت ان کو پڑتی ہے۔ اور نہ وہ حقوق العباد ادا کرتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں نماز کی بنیادی صفات ہیں۔

چنانچہ ہلاکت والی نماز ادا کرنے والوں کی یہ تعریف بیان فرمائی گئی الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۙ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۙ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝ (الماعون - آیت ۶ تا ۸) یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کے بنیادی مقاصد سے غافل ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ ریاکاری کی خاطر نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ اپنے رب کی خاطر نہیں پڑھتے۔ اس طرح نماز کے بنیادی مقصد یعنی اللہ تعالیٰ سے تعلق کے قیام سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور جب خدا کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں ان کی قطعی علامت یہ ہے کہ وہ خدا کے بندوں سے بھی کٹ جاتے ہیں۔ جو خدا کے حقوق ادا نہیں کرتے، یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ خدا کے بندوں کے حقوق ادا کر سکیں۔ چنانچہ فرمایا وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ کہ یہ لوگ اتنے خسیس، اتنے کم ظرف ہو جاتے ہیں کہ بنی نوع انسان کی معمولی معمولی ضرورتیں پوری کرنے سے بھی گریز کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کی حالت یہاں تک ہو جاتی ہے کہ اگر ان کے ہمسائے نے آگ مانگی ہے تو اس سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ یا تھوڑی دیر کے لئے مثلاً ایک ہنڈیا طلب کی ہے تو اس سے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ يَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ میں دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ خود بھی منع رہتے ہیں، اور دوسرے یہ کہ اپنے بچوں کو اور اپنے ماحول کو بھی کہتے ہیں کہ اس نے یہ کیا رٹ لگا رکھی ہے، ہمسائی بار بار مصیبت ڈالتی رہتی ہے کہ فلاں چیز دو اور فلاں بھی دو۔ اس کو یہ چیز ہرگز نہیں دینی پس

نماز اور عبادت کا خلاصہ

یہ بیان فرمایا کہ اس کے بغیر نہ اللہ سے تعلق قائم ہوتا ہے، نہ اس کی مخلوق سے۔ اسی لئے بنی نوع انسان کے حقوق کا ذکر عبادت کے بعد کیا۔ جو بیشتر حد تک مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ کی ذیل میں آجاتے ہیں۔ بلکہ اگر اس کی وہ تعریف کی جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے تو بیشتر کا لفظ کمزور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان کے ہر قسم کے حقوق مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ کے تابع ادا ہوتے ہیں۔ اس کو عبادت کے بعد رکھا ہے۔ اور یہ ترتیب بتا رہی ہے کہ دراصل عبادت ہی کے نتیجے میں بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا ہوتی ہے۔

پس جہاں تک اعمال کا تعلق ہے مذہب کا خلاصہ عبادت پر آکر ختم ہو جاتا ہے۔ غیب کا معاملہ تو ایمانیات سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ایمان نہ ہو تو عبادت کی توفیق بھی نہیں مل سکتی۔ یہ درست ہے۔ لیکن جہاں تک اعمال کا تعلق ہے ان کا خلاصہ نماز ہے۔ نماز قائم ہو تو حقوق اللہ بھی ادا ہوں گے اور حقوق العباد بھی ادا ہوں گے۔ لیکن اگر نماز نہ رہے تو پھر کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ تقویٰ کا خلاصہ بھی نماز بیان فرمایا گیا ہے۔ تقویٰ کی جو تعریف بیان فرمائی اس کا خلاصہ اگر نماز ہے تو متقیوں کی زندگی کا خلاصہ بھی نماز ہی بنتا ہے۔ اس لئے عبادت مومن کی زندگی اور اس کی جان ہے۔ اور مذہب کے فلسفے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انسان اپنے رب سے سچا تعلق عبادت کے ذریعے قائم کرے۔

اس پہلو سے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا کمزوریاں بھی آتی چلی جاتی ہیں۔ ایک دفعہ آپ زور لگاتے اور کوشش کرتے ہیں تو

نمازیں حاضری کا معیار

بڑھ جاتا ہے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد نماز گرنے لگتی ہے۔ پھر زور لگاتے ہیں تو معیار بڑھنے لگتا ہے۔ اور بعض دنوں میں جب زیادہ توجہ دی جاتی ہے تو خدا کے فضل سے مسجدوں کے متعلق احساس ہوتا ہے کہ چھوٹی رہ گئی ہیں۔ لیکن اس کے بعد پھر خالی برتن کی طرح خالی کرتے ہوئے چند نمازی رہ جاتے ہیں اور مسجدیں قریباً خالی۔ اس لئے ہمیں اپنے نظام میں لازماً یہ بات داخل کرنی پڑے گی کہ سارا نظام بیدار ہو کر وقتاً فوقتاً نمازوں کی طرف توجہ دلائے۔ ساری جماعت کو جھنجھوڑ دے اور بیدار کر دے اور اسے بتائے کہ نمازوں کے بغیر تم زندہ نہیں ہو۔ اور نہ ہی زندہ رہ سکتے ہو۔ تمہیں لازماً عبادتوں کو قائم کرنا پڑے گا۔ ورنہ تمہاری ساری کوششیں بیکار بے معنی اور لغو ہوں گی۔

یہی وجہ ہے کہ میں نے آغاز خلافت ہی میں آج سے تقریباً چھ ماہ پہلے تمام انجمنوں کو جن میں مرکزی انجمنیں بھی شامل تھیں اور ذیلی انجمنیں بھی شامل تھیں، اکٹھا کر کے جو بنیادی ہدایت دی وہ یہ تھی کہ نماز کی حفاظت، جس کے لئے جماعت احمدیہ قائم کی گئی ہے، ہمارا اولین فرض ہے۔ ہمارے سارے نظام اس مرکزی کوشش کے لئے غلامانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ نظام اوپر آجائیں اور یہ آقا یعنی عبادت کا مقام نیچے ہو جائے تو معاملہ بالکل الٹ ہو جائے گا پھر تو ویسی ہی بات ہو جائے گی کہ کشتی نیچے چلی جائے اور پانی اوپر آجائے۔ وہی چیز جو بچانے کا موجب ہوتی ہے وہ تباہی کا موجب بن جاتی ہے۔ حالانکہ پانی اور کشتی کا تعلق وہی رہتا ہے جو کشتی سے اوپر ہے وہ بھی پانی ہے اور جو کشتی کے نیچے ہے وہ بھی پانی ہے۔ لیکن نسبت بدلنے سے نتیجہ الٹ نکل رہا ہے۔ یعنی اوپر کا پانی ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے۔ اور وہی پانی جب نیچے ہو تو بچانے کا موجب بن جاتا ہے۔ اس لئے نسبتوں کا درست ہونا ضروری ہے۔ عبادت نظام جماعت کی غلام نہیں ہو گی بلکہ نظام عبادت کا غلام ہو گا۔

ہم بھی زندہ رہیں گے

جب نظام جماعت عبادت کا غلام ہو گا تب میں نے ان تمام انجمنوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ کے جتنے بھی کارکن ہیں ان کی طرف توجہ کریں۔ ہر انجمن کے سربراہ کا فرض ہے، اسی طرح ہر شعبے کے انچارج کا یہ فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ مرکزی نمائندگان سلسلہ اپنا حق اس رنگ میں ادا کر رہے ہیں کہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ تمام دنیا کی آنکھیں مرکز کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور مرکز میں بھی جو سلسلہ کے کارکنان ہیں وہ دوسرے نمایاں طور پر لوگوں کی نظر کے سامنے نمونہ کے طور پر ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ بداعمالیاں کریں تو ہلاکت کا موجب بن سکتے ہیں اور اگر نیک اعمال کریں تو ان کی نیکیاں عام انسانوں کی نیکیوں کے مقابل پر ان کو کئی گنا زیادہ ثواب پہنچا سکتی ہیں۔

چنانچہ میں نے انہیں جو ہدایت دی اس کا خلاصہ یہ تھا کہ آپ توجہ کریں میں آپ کو یہ پیغام دیتا ہوں، بار بار نصیحت کے ذریعے کوشش کریں کہ تمام کارکنان نماز کے فریضے کی ادائیگی سے پیچھے نہ رہیں سوائے اس کے کہ کوئی بیماری کی وجہ سے مجبور ہو۔ اسے گھر

"غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ" (کشتی نوح)

فون: 27-0441

پیشکش: گلوب ایکسپورٹ رجسٹرڈ ... ۳ بی ... کلکتہ ۰۰۰۷۳

تار: GLOBEXPORT

پر نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ ٹانگوں کی بیماری ہے یا کمر کی تکلیف ہے یا اسی قسم کی اور کئی تکلیفیں ہو سکتی ہیں کہ انسان دفتر تو پہنچ جاتا ہے اور کرسی پر بیٹھ کر اپنے فرائض بھی ادا کر دیتا ہے لیکن باجماعت نماز کی توفیق نہیں پا سکتا۔ اس لئے جہاں تک شرعی مجبوریوں کا تعلق ہے ہم ان میں دخل نہیں دے سکتے۔ لیکن واضح اور یقینی شرعی مجبوریوں کے سوا سلسلے کے سارے کارکنان کو نمازوں میں پیش پیش ہونا چاہئے۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ بننا چاہئیے۔

بہرحال میں نے ذمہ دار احباب سے کہا کہ چھ مہینے کے بعد آپ اپنے انتباہ میں نسبتاً زیادہ سنجیدہ ہو جائیں اور کارکنوں کو بلا کر سمجھائیں اور کہیں کہ یہ ٹھیک ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ ہم تمہیں نمازوں پر مجبور نہیں کر سکتے۔ لیکن جبر نہ ہونے کے دو نقش ہیں۔ اگر تم پر جبر نہیں تو جماعت احمدیہ پر کیا جبر ہے کہ وہ ضرور بے نمازیوں کو ملازم رکھے۔ اس لئے دو طرفہ معاملہ چلے گا۔ صرف تم آزاد نہیں ہو۔ جماعتی نظام بھی آزاد ہے۔ وہ آزاد ہے اس معاملہ میں کہ جس قسم کے کارکن چاہے رکھے اور جس قسم کے چاہے نہ رکھے۔ اس کو اختیار ہے۔ اس لئے ہم تمہیں موقع دیتے ہیں کہ

تم اپنی نمازیں درست کرو

لیکن چونکہ تم آزاد ہو، ہو سکتا ہے تم یہ فیصلہ نہ مانو۔ ہم داروغہ نہیں ہیں۔ داروغہ تو اصل میں خدا ہی ہے۔ تم نے بھی اسی کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس لئے اگر تم یہ فیصلہ نہیں مان سکتے تو ہم تمہیں کوئی سزا نہیں دیں گے۔ جزا سزا کا معاملہ اللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن ہم بھی اس بات میں آزاد ہیں کہ تمہارے جیسے کارکنوں کو نہ رکھیں۔ ہماری بعض مجبوریاں ہیں۔ ہم نے ساری دنیا میں تبلیغ کی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں اور ساری دنیا کے لئے نمونہ بننا ہے اگر عبادت سے غافل کارکن مرکز میں بیٹھے ہوں تو نہ وہ دعائیں کر سکیں گے، نہ ان کے اندر تقویٰ کا اعلیٰ معیار ہو گا۔ اور نہ ہی وہ صحیح نمونہ بن سکیں گے۔ بلکہ جماعت کے لئے ہزار مصیبتیں کھڑی کرتے رہیں گے۔ کجا یہ کہ سارے مرکزی کارکنان عبادتوں کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اور ان کے مجموعی تقویٰ کے نتیجے میں ایک زبردست طاقت پیدا ہو اور کجا یہ کہ چند آدمی باقی تمام کارکنوں کا حق ادا کر رہے ہوں اور اکثریت غافل ہو۔ اور جماعت پر بوجھ بنی ہوئی ہو۔

اس پہلو سے چھ مہینے کے بعد ذمہ دار افسران نے نماز سے غافل کارکنوں کو وارننگ دینی تھی لیکن میں خاموشی سے دیکھتا رہا۔ میرے نزدیک اس کام میں غفلت کی گئی ہے۔ اس لئے سال کے بعد پکڑنے کی بجائے ابھی جو تین مہینے باقی ہیں ان میں ایسے کارکن فیصلہ کر لیں کہ انہوں نے سلسلہ کی ملازمت کرنی ہے یا نہیں کرنی۔ یہ بات مجھے اس وقت سے یاد ہے جب میں نے انجمنوں کو اس بارے میں ہدایت دی تھی۔ اور مسلسل یاد رہی ہے اور جب بھی میں نمازیوں پر نگاہ ڈالتا ہوں تو یاد آتی رہتی ہے۔ اس لئے کوئی یہ خیال دل میں نہ لائے کہ میں اسے بھول چکا ہوں۔ یہ جو فیصلہ ہے اس پر بہرحال عملدرآمد ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سلسلے کو بہتر کارکن دیدے گا۔ انشاء اللہ۔ مجھے قطعاً کوئی پرواہ نہیں کہ بے نمازی نکل جائیں گے تو ہمارے کام کون کرے گا؟ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بے نمازی نکلیں گے تو کام بہتر ہوں گے۔ اور آپ کو یقین آئے نہ آئے، مجھے اس بات پر کامل یقین ہے۔ کیونکہ خدا کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ خدا کا کام خدا کی عبادت کرنے والے ہی ادا کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ دوسروں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ کام کریں۔ اور اگر وہ اس کو کریں بھی تو احسن رنگ میں نہیں کر سکتے۔

اس لئے میں ساری انجمنوں کو دوبارہ اس امر کی طرف متوجہ کر رہا ہوں اور

ساری جماعت کو سُنانا چاہتا ہوں

کیونکہ آج مشاورت کے لئے پاکستان کی اکثر جماعتوں کے نمائندے یہاں آئے ہوئے ہیں

اسی طرح باہر کی دنیا سے بھی نمائندے پہنچے ہوئے ہیں، آپ سب کے سامنے یہ بات سنانے میں حکمت یہ ہے کہ آپ بھی اپنی اپنی جگہ اسی طرح جواب دہ ہوں گے۔ ہر جماعت کی مجلس عاملہ اور تنظیم خواہ وہ ذیلی انجمن کی ہو یا مرکزی انجمن کی، بالکل اسی طرح ذمہ دار ہے جس طرح یہ انجمنیں ذمہ دار ہیں۔

بعض دفعہ عجیب وغریب واقعات سامنے آتے ہیں کہ ایک جگہ خدام الاحمدیہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہو رہا ہوتا ہے اور نماز باجماعت کھڑی ہو جاتی ہے، لیکن عاملہ کو پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اتنے سنجیدہ اور اہم کام میں مصروف ہیں کہ اب ہم نماز سے بالا ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جب پانی کشتی کے اوپر آئے گا تو ہلاک کر دے گا۔ کیونکہ کشتی میں یہ طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ پانی کو سنبھال سکے۔ اس لئے آپ نے عبادت کا غلام بننا ہے تو زندگی پانی ہے۔ اگر آپ عبادت کو اپنا غلام بنانے کی کوشش کریں گے تو لازماً ہلاک ہوں گے۔

اسی طرح بعض دفعہ امراء کے متعلق پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی میٹنگ میں بیٹھے ہوتے ہیں اور بعض اوقات سنجیدہ باتیں نہیں بلکہ شغل کی باتیں چل رہی ہوتی ہیں۔ اور ادھر نماز ہو رہی ہوتی ہے لیکن امراء کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

پس جن باتوں کا مرکز پابند ہے انہی باتوں کی جماعتیں ہر جگہ پابند ہیں۔ اس لئے آپ کو اس طرف توجہ دینی پڑے گی اور جماعت کے ذمہ دار دوستوں کو بہترین نمونے قائم کرنے پڑیں گے۔

جہاں تک نماز باجماعت کا تعلق ہے کجا یہ کہ انسان گھر میں بیٹھا ہوا ہو یا دفتر میں ہو اور مسجد تک نہ جائے اور کجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ اور آپ کی تعلیم کہ ایک اندھا جو دور سے اذان کی آواز سنتا ہے اس کو بھی گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت دینے کے بعد اجازت واپس لے لیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تمہیں جماعت کے بغیر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

واقعہ یُوں ہُوا

کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! مدینہ کی گلیوں میں ٹھوکریں لگتی ہیں۔ مختلف حدیثوں میں مختلف تفاصیل ملتی ہیں۔ کہیں آتا ہے کہ اس نے کہا رات کو جنگلی جانوروں کا خطرہ بھی ہوتا ہے اور کہیں آتا ہے کہ مجھے ساتھ لے جانے والا کوئی نہیں ہے۔ اس لئے مجھے اجازت دی جائے کہ میں گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کروں۔ حضور نے اجازت فرما دی۔ جب وہ اُٹھ کر جانے لگا اور ابھی قدم باہر رکھا ہی تھا تو حضور نے اسے واپس بلایا کہ بات سن جاؤ۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا بات ہے؟ حضور نے فرمایا هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ کہ کیا تمہیں نِدَاءً بِالصَّلٰوةِ آتی ہے؟ اس سے مراد اذان ہے لیں یا تکبیر لے لیں، حضور کا مقصد یہ تھا کہ نماز کی طرف بلانے کی آواز تمہارے کان میں پڑتی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں آواز سنتا ہوں۔ تو فرمایا پھر جواب دیا کرو۔ تمہیں یہ اجازت نہیں ہے کہ تمہارے کانوں میں آواز پڑے اور اس کے باوجود تم انکار کر دو۔ [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلیم دینے کا عجیب طریق تھا اور اتنا لطیف اور پیارا کہ آپ کی باتوں کی تہ میں جائیں تو حسن ہی حسن نظر آتا ہے۔ اس نابینا آدمی کو یہ

---

[1] مُسلم کی روایت ہے:-
عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْمٰى فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَيْسَ لِیْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِیْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(باقی اگلے صفحہ پر)

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
S.K. GHULAM HADI & BROTHERS READYMADE GARMENTS DEALERS
CHANDAN BAZAR, BHADRAK, Distt.- BALASORE (ORISSA)

تعلیم دی کہ تم آنکھوں سے تو محروم ہو، لیکن کانوں کو ثواب سے کیوں محروم رکھتے ہو؟ جن اعضاء کے ذریعے تمہیں خدا کی طرف بلایا جا رہا ہے وہاں سے تو لبیک کہدو۔ ایک بدقسمتی کے نتیجے میں دوسری بدقسمتی کیوں مول لیتے ہو؟

یہ تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کا طریق۔ اور کجا یہ کہ ہر طرف سے اذانوں کی آوازیں آرہی ہوں اور نمازوں کی طرف بلایا جا رہا ہو لیکن کارکنان سلسلہ یا ممبران مجلس عاملہ یا سلسلہ کے دیگر کارکنان خاموشی سے سن رہے ہوں جیسے کسی اور کو بلایا جا رہا ہے۔ بہرے کی اور کیا تعریف ہے

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ (البقرہ : ۱۹)

کے روحانی معنی تو یہی ہیں کہ وہ سنتے ہیں اور نہیں سنتے۔ دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے۔ اور جو سننے اور دیکھنے کی طاقت سے محروم ہو جائے وہ ہر لحاظ سے بالکل بے معنی، جانور کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ نہ اس کو بولنے کی طاقت ہے، نہ سمجھنے کی طاقت ہے۔ اس لئے عبادت کا حق ادا کرنا نہایت ہی اہم ہے۔

اب میں مضمون کی طرف واپس آتے ہوئے

کارکنان سلسلہ سے کہتا ہوں

کہ تین مہینے کے اندر اندر یہ فیصلہ کر لیں کہ سلسلے کی ملازمت کرنی ہے یا نہیں۔ جہاں تک اُن کے اس فیصلے کا تعلق ہے اس میں وہ آزاد ہیں۔ اور جو فیصلہ بھی کریں ان کی مرضی ہوگی لیکن اگر وہ عبادت کی خاطر عبادت کریں نہ کہ ملازمت کی خاطر اور اللہ سے تعلق قائم کرنے کی خاطر نماز پڑھیں تو یہی سب سے اچھا سودا ہے اور سلسلے کو ایسے ہی کارکنوں کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر وہ کسی وجہ سے یہ فریضہ ادا نہیں کر سکتے تو ہمیں احسان کے ساتھ ان کو الگ کرنا ہوگا۔ ان کی فہرستیں بن جانی چاہئیں۔ اور ان سے معاملے ہو جانا چاہیئے۔ جدائی میں احسان بہرحال ضروری ہے۔ اس لئے ان کے حقوق ان کو ادا ہونے چاہئیں۔ افہام و تفہیم کے ساتھ احسن رنگ میں ان کو کہا جائے کہ ہمیں مجبوری ہے کہ ہم تمہیں علیحدہ کر رہے ہیں۔ لیکن اس علیحدگی میں تمہیں ثواب ہوگا۔ اس وقت تم سلسلے پر بار بنے ہوئے ہو۔ پھر سلسلے کا بوجھ ہلکا کر دو گے۔

پس محبت اور پیار سے سمجھائیں۔ لیکن کوشش کریں کہ ایک بھی آدمی ضائع نہ ہو۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سلسلے کو تو کارکن مل ہی جائیں گے، بلکہ بہتر ملیں گے۔ لیکن وہ کارکن جنہوں نے ایک لمبا عرصہ سلسلے سے تعلق رکھا ہے ہم اُن کو کیوں ضائع ہونے دیں۔ ہمارا فرض ہے کہ پوری کوشش کریں اور ان کو بچائیں۔ ایک ایک احمدی بنانے کے لئے ہم کتنی محنت کرتے ہیں۔ تو جو پہلے سے موجود ہوں اور مرکز کے بہت قریب آئے ہوں اور جن کو سلسلہ کی خدمات کی توفیق ملی ہو اُن کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ اس لئے اس معاملے میں بے اعتنائی نہیں کرنی۔ ہر افسر کا فرض ہے کہ اگر کارکن اور ذرائع سے بات نہیں سنتا تو اپنے پاس بلائیں۔ محبت اور پیار کے ساتھ اس کو سمجھائیں اور جہاں تک ممکن ہو سلسلے کے ہر کارکن کو ضائع ہونے سے بچانے کی کوشش کریں۔

دوسرا پہلو یہ ہے

کہ بعض کارکنان کی اولادیں نماز سے غافل ہو رہی ہیں۔ ہر صورت میں تو نعوذ باللہ ایسا نہیں ہے۔ لیکن اگر سلسلے کے دس فیصدی کارکن بھی ایسے ہوں جن کی اولادیں نماز سے غافل ہیں تو یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ اور میرے نزدیک ایسے کارکنان کے بچوں کی تعداد جو عملاً نماز سے غافل ہو چکے ہیں اس سے زیادہ ہے۔ اس لئے ان کی طرف بھی توجہ دینا ضروری ہے۔ نظام جماعت کو ان کے بچوں کو سنبھالنے میں ایسے کارکنوں کی مدد کرنی چاہیئے۔ لیکن اصل میں تو گھر ہی تربیت کا گہوارہ ہے۔ اور گھر کے معاملے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ باپ اپنی اولاد کا ذمہ دار ہے۔

قرآن کریم نے مختلف رنگ میں بڑے ہی گہرے اثر کرنے والے انداز میں اس مضمون کو پھیر پھیر کر بیان فرمایا ہے۔ کہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مثال دی کہ وہ کس طرح صبح اٹھ کر باقاعدہ اپنے گھر والوں کو نماز کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ وہ بڑے صبر کے ساتھ اس پر قائم رہے۔ اور ساری زندگی اس کام سے تھکے نہیں۔

کہیں یہ فرمایا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (الحشر[59] آیت : ۲۰) کہ دیکھو! ان بدقسمتوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے ایک دفعہ اللہ کو یاد کیا اور پھر اسے ہمیشہ کے لئے بھلا دیا۔ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ پس اللہ نے ان کو خود اپنے آپ سے بھلوا دیا۔ اُن کو اپنے نفوس کی اور اپنے اموال کی خبر نہ رہی۔ اُن کو اچھے بُرے کی تمیز نہ رہی۔

انسان کے لئے سب سے بڑی ہلاکت

یہ ہوا کرتی ہے کہ اسے اچھے بُرے کی تمیز نہ رہے۔ اس کو اپنے حقیقی مقصد اور فائدے کا علم نہ ہو اور اسی کا نام پاگل پن ہے۔ اس کے سوا پاگل پن کی کوئی اور تعریف بنتی ہی نہیں۔ ہر وہ شخص جو اپنے فائدے کے متعلق نہ جان سکے کہ میرا اصل مفاد کس بات میں ہے، وہ ایسی باتیں کرتا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ پاگل ہو گیا ہے۔ کوئی اپنی جائداد ضائع کر دے یا کوئی ایسی بات کرے کہ لوگ کہیں بیہودہ حرکت کر رہا ہے اور لوگوں کے سامنے بدنام ہو رہا ہو تو وہ بھی پاگل ہے۔ الغرض ہر بات میں پاگل پن کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مفاد سے بے خبر ہو جائے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ وہ ان لوگوں کو پاگل کر دے گا۔ اُن کو اپنی بھی ہوش نہیں رہے گی۔ اُن کو پتہ نہیں ہوگا کہ کس چیز میں ہمارا فائدہ ہے اور کس میں نہیں۔ اس لئے کہ اللہ، جو ہر بات کا آخری REFERENCE ہے، اس کو انہوں نے بھلا دیا۔ اگر خدا سے تعلق جوڑ کر راہنمائی حاصل نہ کی جائے تو نہ فرد اپنی رہنمائی کے اہل ہوتے ہیں، نہ قومیں اپنی رہنمائی کی اہل ہوتی ہیں۔ ساری دنیا میں تباہیوں کا جو نقشہ نظر آ رہا ہے اس کی وجہ خدا سے لاتعلقی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کبھی کوئی قوم اپنی عقل پر انحصار کر کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ محض عقل پر انحصار کر کے لوگ ایسی خوفناک غلطیاں کرتے ہیں کہ خود بھی ڈوبتے ہیں اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔ پس فرمایا فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ جب بھی لوگ خدا سے غافل ہوئے اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنا چھوڑ دیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے اُن کو پاگل کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے عقل اور رشد کے سرچشمے سے منہ موڑ لیا۔ "پاگل کر دیا" کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ایسا کیا جس کے نتیجہ میں وہ لازماً اپنی عقلوں کو کھو بیٹھے، احمق بن گئے، بے وقوف ہو گئے۔ الغرض

خدا کی عبادت سے غافل

ہونے کی ایک یہ بھی بڑی بیان فرمائی۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے بچوں کی عبادت کا خیال نہیں کرتے ان کی اولادیں لازماً ہلاک ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لئے وہ اس طرف توجہ کریں اور اپنی اولاد کو اپنے ہی ہاتھوں سے قتل نہ کریں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے مختلف رنگ میں نصیحت فرمائی ہے اور بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس معاملے میں اگرچہ مردوں کو پابند کیا گیا ہے لیکن اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جب مرد باہر ہوتا ہے تو عورت اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اور اس پر بھی تربیت کی ایک بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مرد کو اس لئے ذمہ دار قرار دیا ہے کہ اسے عورت پر قوام بنایا گیا ہے۔ اگر عورت کو ذمہ دار بنایا جاتا تو مرد اس ذمہ داری سے باہر رہ جاتے۔ مرد کو ذمہ دار بنایا تا کہ صرف بچے ہی اس کے تابع نہ رہیں بلکہ عورت بھی تابع رہے اور مرد اس کو بھی پابند کرے اور اس طرح سارا نظام تربیت کے دائرے کے اندر جکڑا جائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اَنْ یُّرَخِّصَ لَهٗ فَیُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِهٖ فَرَخَّصَ لَهٗ فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَجِبْ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا آدمی میسر نہیں جو مجھے مسجد تک لے کر جایا کرے اس لئے مجھے اجازت مرحمت فرمائی جائے کہ میں اپنے گھر میں ہی نماز ادا کر لیا کروں۔ چنانچہ حضور نے اجازت دیدی لیکن جب وہ اٹھ کر واپس جانے لگا تو حضور نے اسے بلایا اور دریافت فرمایا کیا تمہیں نماز کی طرف بلانے کی آواز آتی ہے؟ اس نے عرض کی ہاں، یا رسول اللہ! تو حضور نے فرمایا فَاَجِبْ پھر جواب دیا کرو یعنی نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوا کرو۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب یجب اتیان المسجد علیٰ من سمع النداء)

جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے۔

میرا تاثر یہ ہے

کہ جو مائیں بے نماز ہوتی ہیں، اگر باپ کوشش بھی کریں تب بھی ان کی کوشش اتنا اثر نہیں رکھتی جتنا اس صورت میں کہ جب مائیں نمازی ہوں۔ اسی لئے قرآن کریم مردوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ سب سے پہلے اپنی عورتوں کی حفاظت کرو اور ان کو تربیت دو۔ چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام والی مثال میں بچوں کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ وہ اپنے خاندان کے ہر فرد کو نماز کی تعلیم دیتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی طریق تھا کہ آپ اپنی بیویوں کو نماز کے لئے اٹھاتے تھے، پھر بچیوں اور دامادوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق آتا ہے کہ حضور ان کے ہاں گئے اور فرمایا اٹھو نماز کا اور عبادت کا وقت ہو گیا ہے۔

پس ہمیں بھی اپنے گھروں میں یہی اسوہ زندہ کرنا پڑے گا۔ مرد اپنی بیویوں کو نماز کا پابند کریں اور ان سے یہ توقع رکھیں کہ جب وہ خود گھر پر نہ ہوں تو عورتیں ان کے نائب کے طور پر بچوں کی نمازوں کی حفاظت کریں گی۔ اگر گھروں میں نمازوں کی فیکٹریاں نہ بنیں تو پھر جماعتی تنظیم کی کوششیں پوری طرح کارآمد نہیں ہو سکتیں۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو ان بچوں کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ جن کے والدین نماز سے غافل ہوتے ہیں۔ ہزار کوشش کے بعد ان کو وہ پھل ملتا ہے۔ جو گھر میں والدین صرف چند کلمات کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔ جب دیکھیں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو بچے کو بتائیں اور نماز کے لئے کہیں چنانچہ

لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ماؤں کو تاکید

ہونی چاہیئے اور خاوندوں کی طرف سے بیویوں کو تاکید ہونی چاہیئے کہ وہ اس کام میں مدد کریں اور اپنی اولاد کو بچانے کی کوشش کریں۔

اگر ہم ساری دنیا میں یہ کام کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور احمدیوں کی بھاری اکثریت نماز پر اس طرح قائم ہو جائے کہ جہاں باجماعت نماز پڑھی جا سکتی ہے وہاں لازماً باجماعت نماز پڑھی جا رہی ہو اور جہاں باجماعت نماز ممکن نہ ہو وہاں انفرادی نماز کا انتظام ہو، اس کو تمام شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے، توجہ کے ساتھ اور سوز و گداز کے ساتھ ادا کیا جائے تو اس سے اتنی بڑی طاقت پیدا ہو جائے گی کہ ساری دنیا کی طاقتیں مل کر بھی اس جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکیں گی۔ کجا یہ کہ چند دعا گو اللہ تعالےٰ سے ملے ہوئے ہوں اور وہ جو طاقت حاصل کر رہے ہوں وہ ساری جماعت میں بٹ رہی ہو اور کجا یہ کہ ہر شجر کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوں اور ہر شجر کو براہ راست اللہ تعالےٰ کی طرف سے رحمت کے پھل لگ رہے ہوں۔ بڑے درخت جب بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ تو ان میں سے بعض کی شاخیں زمین کی طرف جھک جاتی اور جڑیں بن جاتی ہیں اور ایک تنے کی بجائے کئی تنے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کو عبادت کے معاملے میں بڑ کا وہ درخت بن جانا چاہیئے جس کی ہر شاخ سے جڑیں پھوٹ رہی ہوں اور زمین کی طرف جھک رہی ہوں اور براہِ راست زمین سے طاقت لے کر آسمان کی رفعتوں میں اس طرح بلند ہو جائیں کہ ہر ایک کو ہمیشہ ہر حال میں اللہ کی رحمتوں کے۔ الہامات کے، کشوف کے اور وحی کے پھل لگ رہے ہوں اور ہر احمدی کو خدا کی تائید حاصل ہو رہی ہو۔

یہ ایک عظیم الشان طاقت ہے

دنیا اس کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہے۔ یہ تو اتنی عظیم الشان طاقت ہے کہ نبی جب اکیلا ہوتا ہے تو اللہ سے تعلق کے نتیجہ میں اس کو غالب کیا جاتا ہے۔ اور خدا سے بے تعلق دنیا کو اس ایک کی خاطر مٹا دیا جاتا ہے... کجا یہ کہ دنیا میں خدا سے تعلق رکھنے والے ایک کروڑ آدمی پیدا ہو جائیں۔ ان میں سے ہر ایک اس بات کی ضمانت ہوگا کہ اس جماعت نے لازماً غالب آنا ہے اور تمام مخالفانہ طاقتوں نے لازماً شکست کھانی ہے۔ ان میں سے ایک ایک اس قابل بن جائے گا کہ اس کی خاطر ساری دنیا کو مٹا دیا جائے گا اور اس کو زندہ رکھا جائے گا۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین ✽

(الفضل ۲۰ جون ۱۹۸۳ء)

شاہراہ غلبہ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی اور تربیتی مساعی

احمدیہ مسلم مشن مدراس کی تبلیغی اور تربیتی سرگرمیاں

مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج صوبہ تامل ناڈو رقمطراز ہیں کہ :-

●— خدا کے فضل و کرم سے تامل ناڈو کے مشہور صنعتی مرکز شیو اکاشی (SIVAKASI) میں سات تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل ایک نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نو مبائعین کو استقامت بخشے اور وسعت عطا فرمائے۔ آمین

●— احمدیہ مسلم مشن مدراس کے زیر اہتمام پچھلے پندرہ سال سے تامل زبان میں ماہنامہ رسالہ "راہ امن" نہایت کامیابی سے جاری ہے جو بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ طبقہ میں کافی مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔

●— رسالہ "راہ امن" میں ہر ماہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ کا تامل ترجمہ شائع کئے جانے کے علاوہ ہر ماہ دو خطبات جمعہ کا ترجمہ سائیکلوسٹائل کرکے تمام جماعتوں اور زیر تبلیغ دوستوں کو بھیجا جاتا ہے۔ یہ خطبات ہر خاص و عام میں بہت مقبول ہو رہے ہیں۔

●— حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی ارشاد کے تحت شہر مدراس کے مضافات میں سے پانچ کو منتخب کرکے ان میں ہر ماہ خدام کے دو وفود لٹریچر تقسیم کرنے اور پیغام حق پہنچانے کے لئے بھجوائے جاتے ہیں۔ اس کے بھی بفضلہ تعالےٰ خوش کن اثرات رونما ہو رہے ہیں۔

●— حضور اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق حضور کے خطبات کا تامل ترجمہ کرکے کیسٹوں میں ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ اور ان کیسٹوں کو احباب اپنے گھروں میں لے جاتے ہیں تاکہ مستورات بھی ان سے مستفیض ہوں۔ غیر احمدی زیر تبلیغ افراد بھی ان سے مستفیض ہو تے ہیں۔

●— نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے انگریزی میں شائع شدہ کتابچہ "محمد بائیبل میں" کا تامل ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کی وسیع طور پر اشاعت کی جا رہی ہے۔

اسی طرح خاکسار کو اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مایہ ناز کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا تامل ترجمہ کرنے کی توفیق بھی عطا کی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ کے تعاون سے یہ کتاب زیر طبع ہے۔

جماعت احمدیہ مدراس اور اس کی ذیلی تنظیمیں بھی وقتاً فوقتاً اپنی طرف سے مختلف تبلیغی پمفلٹ اور اشتہار شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور انہیں بار آور کرے۔ آمین۔

مبلغ سلسلہ مقیم بھدرواہ کی تبلیغی مساعی

مکرم مولوی البشارت احمد صاحب محمود مبلغ بھدرواہ لکھتے ہیں کہ مقامی طور پر ہفتہ تبلیغ مناکر جناب تحصیلدار صاحب۔ سب جج صاحب، پرنسپل صاحب اور دوسرے سرکاری افسران تک فرداً فرداً پیغام حق پہنچایا گیا۔ اور جماعتی لٹریچر تحفتاً دیا گیا۔ بفضلہ تعالےٰ ہفتۂ تبلیغ کے سلسلہ میں طے کردہ پروگرام کافی کامیاب رہا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ✽

درخواست دعا:- مکرم انعام الحق اشعر صاحب فرنکفرٹ (مغربی جرمنی) اپنے بچے عزیز ثمر احمد سلمہٗ جو لگاتار بیمار رہ کر خاصہ کمزور ہو گیا ہے کی کامل صحت و شفایابی، درازی عمر اور نیک، صالح و خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

۱۹۷۴ء ـــ صداقت احمدیت کا زندہ نشان

از مکرم مولوی عبد الرشید صاحب ضیاء مبلغ سلسلہ مقیم جموں

سید الاولین والآخرین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل پیشگوئی فرمائی تھی:۔

وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ

(ترمذی کتاب الایمان باب افتراق ھذہ الامۃ صفحہ ۸۹)

یعنی میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی لیکن ایک فرقہ کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ناجی فرقہ کونسا ہے؟ تو حضورؐ نے فرمایا وہ جو میری اور میرے صحابہؓ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا۔

اس حدیث نبوی سے دو امر ثابت ہوتے ہیں:۔

(الف) افتراق امت کے وقت تہتر فرقوں میں سے ایک ہی فرقہ ناجی ہوگا۔

(ب) اور اس ناجی فرقہ کا دستور العمل "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ" ہوگا۔

مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو اپنی جماعت کی بنیاد رکھی اور ۴ نومبر ۱۹۰۰ء میں اشتہار دیکر اس جماعت کا نام "احمدی مذہب کے مسلمان" اور "مسلمان فرقہ احمدیہ" رکھا جاتا ہے جو بزات خود صداقت اسلام کا زندہ اور دائمی نشان ہے۔ فقہ حنفی کے مسلّم امام اہلسنت اور شارح مشکوٰۃ شریف حضرت امام علی القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے تہتر فرقوں والی مشہور حدیث نبویؐ کی شرح میں خبر دی کہ:۔

"فَتِلْکَ اثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ وَالْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ ھُمْ اَھْلُ السُّنَّۃِ الْبَیْضَاءِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ وَالطَّرِیْقَۃِ النَّقِیَّۃِ الْاَحْمَدِیَّۃِ"

یعنی آخری زمانہ میں امت مسلمہ کے تہتر فرقوں میں سے نجات یافتہ گروہ اہل سنت کا صرف وہ فرقہ ہوگا جو مقدس طریقہ احمدیہ پر گامزن ہوگا۔

خود بانی سلسلہ احمدیہ نے بھی ۴ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو دہلی کی ایک مجلس میں فرمایا:۔

"ہمارا کاروبار خدا کی طرف سے ہے ...... ہم مسلمان ہیں اور احمدی ایک امتیازی نام ہے۔ اگر صرف مسلمان نام ہو تو شناخت کا تمغہ کیونکر ظاہر ہو؟ خدا تعالیٰ ایک جماعت بنانا چاہتا ہے اور اس کا دوسروں سے امتیاز ہونا ضروری ہے۔ بغیر امتیاز کے اس کے فوائد مترتب نہیں ہوتے۔ ..... احمدؐ کے نام میں اسلام کے بانی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتصال ہے۔ اور یہ اتصال دوسرے ناموں میں نہیں۔

احمدؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے ...... احمدی ایک امتیازی نشان ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک۔ جو مسلمان ہیں وہ احمدی ہیں۔"

(اخبار بدر جلد نمبر ۴۲ صفحہ ۲)

الغرض اس اعلان سے ایک طرف فرقہ ناجیہ تہتر فرقوں میں سے الگ ہوا اور دوسری طرف وہ تمام پیشگوئیاں الہامی ثابت ہوئیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عمرو بن دارثما حضرمیؓ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، اور سندھ کے ممتاز بزرگ حضرت عبد الرحیم گرہوڑی نے کیں تھیں اور جن کا مفہوم یہ تھا کہ:۔

"مہدی موعود احمدیت کی روحانی سلطنت کے علمبردار ہوں گے۔ اُن کے سلسلہ کا نام احمد ہوگا اور وہی آسمان کے دفتر میں حقیقی مسلمان اور نجات یافتہ ہوگا"

۱۹۷۴ء نے بھی اس ابتلاء کے دور سے گذرتے ہوئے واقعات کیا اور بھی روشن دلائل کے ساتھ واضح کیا۔ پاکستانی اسمبلی کے فیصلہ نے تہتر کروڑ مسلمانوں میں سے خدا کی توحید اور رسالت کو قائم کرنے والی ایک "کروڑی" جماعت یعنی جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے کر بزعم خود اُسے دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ واضح رہے کہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے ترجمان ماہنامہ "فکر و نظر" فروری ۱۹۷۱ء (صفحہ ۵۴) کے مطابق مسلمانان عالم کی تعداد تہتر کروڑ ہی ہے اور پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ کے وقت جماعت احمدیہ کی تعداد قریباً ایک کروڑ تھی۔

۱۹۷۴ء کے اس ابتلاء کے بارے میں پاکستانی اخبار "نوائے وقت" لاہور لکھتا ہے:۔

"اسلام کی ساری تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماع امت نہیں ہوا۔ اجماع امت میں ملک کے سب بڑے سے بڑے علماء دین اور حاملان شرع متین کے علاوہ تمام سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کے سیاسی رہنما کلیۃً متفق ہو گئے ہیں اور صوفیائے کرام اور عارفین باللہ بزرگان تصوف و طریقت کو بھی پورا اتفاق ہوا ہے قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جبھی ۷۲ فرقہ مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے حل پر متفق اور خوش ہیں۔"

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۵ر اکتوبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۱)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر اعلان فرمایا تھا:۔

"میں ایسے شخص کو جسے خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے گا ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہوگا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گی"

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء)

چنانچہ ابتلاء کے انہی دنوں میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے قومی اسمبلی میں پاکستان کے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے سوال کیا کہ اگر آپ کی جماعت کو غیر مسلم قرار دیا جائے تو آپ کیا کریں گے؟ اور آپ کا reaction کیا ہوگا۔ تو اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:۔

"یاد رکھیں اس حدیث نبوی کے مطابق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ آخری زمانہ میں صحیح مسلمان فرقہ ۷۳ میں سے ایک ہوگا لیکن آپ یہ فیصلہ کرنے چلے ہیں کہ ۷۳ میں سے ۷۲ پکّے مسلمان ہیں۔ کاذبوں کا ٹولہ نعوذ باللہ مرزائیوں کا ٹولہ ہے جو ۷۳ واں ہے آپ کہہ دیں۔ آپ کو کرسیاں مضبوط نظر آتی ہیں۔ مگر خدا کی قسم اگر یہ فیصلہ ہوا تو یاد رکھیں یہ فیصلہ ہمارے خلاف نہیں ہوگا بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سپریم کورٹ کے خلاف ہوگا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہے وہ جانے اور فیصلہ کرنے والے"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۸۵ء برکات خلافت)

جماعت احمدیہ کے خلاف قومی اسمبلی کے اس فیصلہ کے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے ٹکر لینے والے سربراہ پاکستان مسٹر بھٹو کے بارہ میں "الامارات المتحدہ" کا اخبار "الاتحاد" اپنی ۱۷ دسمبر ۱۹۷۳ء کی اشاعت میں اعلان کر چکا تھا کہ:۔

"القادم الینا الیوم زعیم من الزعماء الذین یبعث اللہ بھم الی الامم عندما تشتد المحن وتتکاثف ظلمات الیأس .... ذو الفقار علی بوتو واحد من ھؤلاء الرجال العظام الذین .... فی تاریخ کل امۃ"

(اسلامی لیکچر میں خوفناک تحریف صفحہ ۲)

کہ موصوف خدا کی طرف سے مبعوث ہونے والے قائد ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد اس موعود قائد کا کیا حشر ہوا۔ مسٹر ذو الفقار علی بھٹو قتل کے ایک کیس میں اس وقت پھانسی پا چکا ہے اور دیگر کئی مقدمات میں جن میں ابھی پا رہے ہیں۔ ایک عبرتناک انجام کی کیفیت ہے۔ وہ شخص جو اپنی رعونت، غضب اور آمریت کے گھمنڈ میں قومی لمن الملک کا راگ الاپتا تھا آج اس کا وجود تماشا ہے عالم بن کر درسِ عبرت دے رہا ہے قدرت کے قوانین احتساب کتنے اٹل ہوتے ہیں۔ دیر بھی ہو تو جب تو حکومتوں کی بنا اور استحکام کی نیچیں کے اندر مکافات کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی بلاشبہ نشانیاں آج وہی مظہر ہیں اور اس کے انعام و اعلان تاریخ کا یہ ردعمل شروع ہو چکا ہے۔ ابھی چند ماہ قبل کا

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

نافلہ موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی یاد

از مکرم محمود مجیب اصغر صاحب — سہارنپور (عمان)

"میں نے اپنی عمر میں سینکڑوں مرتبہ قرآن کریم کا نہایت تدبر سے مطالعہ کیا ہے۔ اس میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جو کہ دنیاوی معاملات میں ایک مسلم اور غیر مسلم میں تفریق کی تعلیم دیتی ہو۔ شریعت اسلامی بنی نوع انسان کے لئے خالصۃً باعث رحمت ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے لوگوں کے دلوں کو محبت پیار اور ہمدردی سے جیتا تھا اگر ہم بھی لوگوں کے دلوں کو فتح کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنا ہوگا قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے:۔

"سب سے محبت اور نفرت کسی سے نہیں"

LOVE FOR ALL. HATRED FOR NONE

یہی طریقہ ہے دلوں کو جیتنے کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں۔"

(دورۂ مغرب صفحہ ۵۲۳-۲۴)

یہ پیار بھرا پیغام ایک پیارے وجود کی یاد دلاتا ہے جو بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نافلۂ موعود حضرت حافظ مرزا ناصر احمد تھے۔ جن کی پیدائش خدائی وعدوں کے مطابق ہوئی جنہوں نے اپنی مقدس دادی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کی آغوش محبت میں بچپن گزارا اور تربیت پائی جنہوں نے اپنے باپ اور خلیفۂ وقت حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کامل اطاعت اور خدمت اسلام میں جوانی گزاری جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح مجسم شرم و حیا تھے جنہیں خدا تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا تیسرا خلیفہ بنایا اور سترہ سال تک منصب خلافت کی گرانبار اور جلیل القدر ذمہ داریاں سرانجام دینے کی سعادت عطا کی جنہوں نے سپین میں ساڑھے سات سو سال بعد مسجد کی بنا ڈالی جن کے دل میں اللہ، محمدؐ اور قرآن کا عشق اور نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کا ایک سمندر موجزن تھا، جو محبت اور پیار کا سبق دیتے رہے اور خود محبت اور پیار سے بنی نوع انسان کے دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتتے رہے اور قرآن کریم کی تعلیم ساری دنیا میں پھیلاتے رہے۔

وہ قوم جو ہمیشہ سے پیار سے محروم چلی آرہی تھی انہوں نے اُن کو بھی پیار دیا اور اُن کی بھلائی اور آسودگی کے سامان کئے اُن کے پیار کا دامن اپنوں سے لے کر غیروں اور دشمنوں تک پھیلا ہوا تھا وہ کہتے تھے:۔

"ہمیشہ یاد رکھو ایک احمدی کسی سے دشمنی نہیں کرتا اور نہ کرسکتا ہے کیونکہ اُس کے خدا نے اُسے پیار کرنے کے لئے اور خدمت کرنے کے لئے پیدا کیا ہے"

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۷۵ء)

وہ مجسم دُعا تھے اور ہر ایک کے لئے دعائیں کرتے تھے انہوں نے کسی کے خلاف بددعا کرنے سے منع فرمایا ہوا تھا وہ دشمنوں کے دُکھوں کے جواب میں مسکرا دیا کرتے تھے آپ فرماتے تھے:۔

"دنیا تیوریاں چڑھا کے اور سُرخ آنکھیں کر کے تمہاری طرف دیکھ رہی ہے تم مسکراتے چہروں سے دنیا کو دیکھو"

(خطاب جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۷۲ء)

"سارے غصے دل سے نکال ڈالو اور ساری تلخیاں بھول جاؤ صرف اپنا مقصد سامنے رکھو کہ ہم نے محبت اور پیار سے دنیا کے دل جیتنے ہیں"

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۸۱ء)

وہ بے حد شفیق اور مہربان تھے اُن کا سینہ دُکھوں سے بھرا ہوا تھا لیکن زبان پر کبھی شکوہ نہ آتا تھا اُن کا دل ہمیشہ خدا کی حمد سے بھرا رہتا تھا اور چہرے سے خدا تعالیٰ کا نور ٹپکتا تھا وہ بہت نورانی چہرے والا ہمیشہ مسکرانے والا وجود تھا اُن کی زندگی میں لگاتار کئی ایسی راتیں بھی آئیں جب وہ ایک لمحہ کے لئے بھی نہ سوسکے اور ظالموں کے ہاتھ روکنے کے لئے خدا سے دعائیں کرتے رہے وہ راتوں کو دعاؤں میں خدا کے آگے روتے تھے اور دن کو ملنے والوں کو ہنساتے تھے انہیں دُکھی سے دُکھی انسان بھی ملتا تو مسکراتا ہوا نظر آتا۔

وہ بڑے بڑے طوفانوں سے جماعت کو بچاتے ہوئے اور بڑی بڑی فتوحات حاصل کرتے ہوئے لا الٰہ الا اللہ کے ورد کے ساتھ قافلۂ اسلام کو چودہویں صدی سے پندرہویں صدی ہجری میں داخل کر گئے

وہ ساری دنیا میں محبت کا پرچار کر کے دلوں کو فتح کرتے ہوئے اور قیامت تک کے لئے

۱۔ حمد ۲۔ عزم ۳۔ محبت و پیار اور ۴۔ ہمدردی و خیرخواہی کے چار عظیم ماٹو دے کر اپنے مولیٰ کے پاس حاضر ہو گئے۔

وہ نافلۂ موعود تھے ان کے ذریعے خدا تعالیٰ نے بڑے بڑے نشان ظاہر فرمائے وہ ناصر الدین تھے انہوں نے دین اسلام کی نصرت کے سامان کئے وہ فاتح الدین تھے انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دلوں کو فتح کیا وہ خلیفہ ذوالقرنین تھے اُن کی خلافت دو صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے وہ محبت کے سفیر تھے اور محبت سے دلوں کو جیتتے تھے اور دلوں پر حکومت کرتے تھے اُن کی محبت بھری یاد کبھی دلوں سے جدا نہیں ہوسکتی۔

صداقت احمدیت کا زندہ نشان (بقیہ صفحہ ۸)

ظلم و تشدد تھا کیا رعونت تھی کیا طنطنہ اور فرعونیت تھی وہ سب کچھ کہاں گیا۔ آیئے عزیز و ذوالجلال کی ابدی صداقتوں کی امین — الکتاب الکریم — میں سے اس کا جواب سن لیں کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ...... (الدخان) وہ کتنے ہی باغات نہریں کھیتیاں اور عمدہ عمدہ مکانات و وجاہت کے مناصب اور عافیت اور کتنے ہی عیش و عشرت کے سامان چھوڑ گئے جن میں مزے اڑایا کرتے تھے اور جب ہم نے دوسروں کو اس سب ساز و سامان کا وارث بنا دیا تو نہ آسمان رویا نہ زمین (یعنی نہ ہمالیہ نے خون کے آنسو بہائے نہ خیبر سے کراچی تک کوئی آنسو بہا) اور نہ ہی مہلت ملی۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ذلت ناک عذاب سے نجات دی واقعی وہ بڑا سرکش اور حد سے باہر نکل گیا تھا"

(آئینہ لکھنؤ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۸۵ء)

یہ ہے ۱۹۷۴ء کے پُرابتلاء دور کی وہ داستان جس نے احمدیت کو ۷۳ فرقوں میں سے الگ کر کے حدیث نبویؐ کی حقانیت و صداقت پر ابدی مہر لگا دی۔ اور فرقہ ناجیہ کو ظاہر کر کے "ھم منی وانا منھم" کی بشارت سُنا دی۔ آج بھی ایک فرد اُمر کی وجہ سے احمدیت اور احمدی ابتلا کے دور میں سے گزر رہے ہیں جس کے بارہ میں آئے دن تشویش ناک خبریں ملتی رہتی ہیں۔ کہیں مساجد سے کلمہ مٹایا جارہا ہے۔ کہیں محراب منبر اور مینار گرائے جارہے ہیں۔ کہیں شہادتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ کہیں قید و بند کی صعوبتیں۔ کہیں اسیران راہ مولیٰ کو پھانسی کی سزا سُنائی جاتی ہے مگر خلافت احمدیہ کی برکت سے احمدیت کا قافلہ آگے ہی آگے رواں دواں ہے اسی بابرکت روحانی نظام کی برکت سے حقیقی اور دائمی فتح بھی انشاء اللہ ہمارا مقدر بنے گی۔ جیساکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ الودود نے فرمایا:۔

"جب یہ اعلان ہوگا یہ نعرہ بلند ہوگا کہ نمایاں فتح نصیب ہوئی تو یاد رکھنا ہمیشہ ہماری سمت سے یہ آواز اُٹھا کرے گی۔ کسی اور سمت کو یہ آواز اُٹھانے کی توفیق نہیں ملے گی"

(خطبہ جمعہ ۱۸؍مئی ۸۴ء)

نیز فرمایا:۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یقیناً اور یقیناً اور یقیناً مسیح موعود کے غلام جیتیں گے اور اس کے مقابل پر تمام تکبر کی طاقتیں پارہ پارہ ہوجائیں گی انشاء اللہ العزیز"

(خطبہ جمعہ ۱۱؍مئی ۸۴ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی

مجالس علم و عرفان

مرتبہ: مکرمہ ثریا غازی صاحبہ لندن

(نوٹ) حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد فضل لندن میں منعقدہ مجالس علم و عرفان میں سے چند سوالوں کے انگریزی جوابات کا اردو خلاصہ ہفت روزہ "النصر" لندن مجریہ یکم ظہور (اگست) کے شکریہ کے ساتھ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

س:- کیا "MERCY KILLING" یعنی کسی پر رحم کھا کر اس کو مار دینا جائز ہے؟

ج:- فرمایا - اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کو اس کی حالت پر رحم کھاتے ہوئے مار دیا جائے۔ مطلب صرف یہ ہے کہ مصنوعی طریقوں سے ہمیشہ کے لئے اس کی زندگی کو لمبا نہ کیا جائے لیکن اس کے علاوہ کسی کی زندگی کو تکالیف کی وجہ سے یا صرف بیماری سے نجات دلانے کے لئے ختم کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ اس کا دماغ ماؤف ہو چکا ہے اور اس کے ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں لیکن پھر بھی وہ بغیر مشینوں کی مدد کے زندہ ہے اور ممکن ہے کہ وہ کافی دیر زندہ رہے تو ایسے مریض کو ختم کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ لیکن اگر ایسے مریض کو آکسیجن بھی مصنوعی طور پر دی جا رہی ہے اور اس کا خون بجائے دل کی بجائے مشین پمپ کر رہی ہے۔ اسی طرح اس کو غذائیت پہنچانے کے لئے بھی مشین کا استعمال ہو رہا ہے اور ایسے مریضوں کے متعلق ڈاکٹروں کو کامل یقین ہو کہ یہ ایسے ہی رہے گا اور اس کے لئے صحت یاب ہو کر مشینوں کی مدد کے بغیر زندگی گزارنے کا کوئی امکان نہیں تو ایسی زندگی کو لمبا کرنے کا کیا فائدہ رہ جاتا ہے؟ (مجلس عرفان ۱۵؍مارچ ۱۹۸۶ء)

س:- حضرت آدمؑ کے متعلق عصٰی آدم ربّہ و غویٰ کے قرآنی الفاظ کی موجودگی میں انبیاء کی معصومیت کے کیا معنی ہیں؟

ج:- فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ عصٰی آدم ربّہ و غویٰ کہ آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور سیدھے راستے سے ہٹ گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو قرآن کریم کا یہ بیان ہے اور دوسری طرف قرآن کریم نبیوں کو معصوم بیان کرتا ہے۔ آخر کار یہ تضاد کیوں ہے؟ فرمایا کہ جہاں قرآن کریم میں عصٰی آدم ربّہ و غویٰ لکھا ہے وہاں ساتھ ہی لم نجد لہٗ عزمًا کے الفاظ بھی ہیں۔ اگرچہ آدمؑ نے نافرمانی تو کی لیکن اللہ تعالیٰ انہیں اس نافرمانی کا ذمہ دار نہیں سمجھتا کیونکہ حضرت آدمؑ کا وہ فعل اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ نہ تھا کیونکہ گناہ کی نیت کے ساتھ ارادۃً نہیں کیا گیا تھا۔ قرآن کریم کی اس وضاحت کے بعد کوئی تضاد نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کے کسی قانون کے خلاف جانتے بوجھتے ہوئے بغاوت کی جائے ایسا گناہ نبیوں سے سرزد نہیں ہوتا۔ لیکن لاپرواہی سے یا غیر ارادی طور پر گناہ ہو سکتا ہے۔ فرمایا - قرآن کریم میں ایسی چند مثالیں موجود ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں دلائل دے کر ان کا دفاع کیا ہے۔ درحقیقت جب اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے کسی فعل پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ ان کا وہ فعل عام انسانی معیار کے مطابق گناہ کا درجہ ہی رکھتا ہو بلکہ ناراضگی کی وجہ کا تعلق ان توقعات سے ہوتا ہے جو براہ راست انبیاء کرام کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں۔

سفید کپڑے پر معمولی سے معمولی دھبہ بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ لیکن گندے کپڑے پر اس سے بڑا دھبہ بھی شاید نظر نہ آئے۔ بعض اوقات عام انسانوں کے جو کام نیکی میں شمار ہوتے ہیں انبیاء کرام جیسی بلند پایہ ہستیوں سے سرزد ہوں تو گناہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ بعض نبیوں کے جن کاموں پر اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے اگر کوئی عام آدمی کرتا تو اس کو انسانی فطرت کی کمزوری سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا لیکن انبیاء کرام سے اللہ تعالیٰ بہت اعلیٰ و ارفع معیار کی توقع رکھتا ہے اس لئے اُن کے وہ فعل بھی گناہ کہلاتے ہیں جو عام معنوں میں گناہ نہیں ہوتے۔ (مجلس عرفان ۲۱؍مارچ ۱۹۸۶ء)

س:- ایک طرف مسجد میں چھوٹے بچوں کو لانے سے منع کیا جاتا ہے تاکہ نمازیوں کو تسلی کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع مل سکے لیکن دوسری طرف حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ کے نواسے حسنؓ اور حسینؓ نماز کے دوران آپؐ کے کندھوں پر چڑھ جاتے تھے۔ اس کی وضاحت فرما دیں۔

ج:- فرمایا - اس حدیث میں اس واقعہ کی پوری تفصیل موجود نہ ہونے کی وجہ سے غلط نتیجہ اخذ کر لیا گیا ہے۔ اس حدیث میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ آنحضرتؐ اس وقت مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے یا اس واقعہ کا تعلق مسجد سے ہے۔ وہاں صرف یہ لکھا ہوا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ سجدہ کی حالت میں تھے تو حضرت امام حسنؓ آپؐ کے اوپر چڑھ گئے اور سجدہ سے اٹھتے وقت آپؐ نے ان کو نیچے اُتار دیا۔ فرمایا کہ کہاں اور کن حالات میں یہ ہوا اس کی کوئی تفصیل ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ جہاں تک مساجد کا تعلق ہے ان میں ایسی کوئی بات نہیں ہونی چاہیئے جس سے دوسرے لوگوں کی توجہ نماز سے ہٹنے کا اندیشہ ہو ہر وہ شخص جو مسجد میں نماز کی نیت سے جاتا ہے اس کو توجہ سے نماز ادا کرنے کا حق ہونا چاہیئے۔ ہاں البتہ گھروں میں بعض اوقات ایسے واقعات ہو سکتے ہیں کیونکہ بچے گھروں میں موجود ہوتے ہیں اور بعض اوقات نماز کے وقت انہیں الگ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

(مجلس عرفان ۵؍اپریل ۱۹۸۶ء)

س:- برطانیہ آج کل قیدیوں کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے سنگین مسئلہ سے دوچار ہے۔ اسلام میں جیل یا قید کا کیا تصور ہے؟

ج:- فرمایا:- اسلام میں قید خانے کی قسم کی چیز کا کوئی تصور موجود نہیں۔ قرآن کریم میں صرف مخرب الاخلاق عورتوں کو گھروں میں نظر بند کرنے کا حکم ضرور ملتا ہے۔ جو معاشرے کو گندہ کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی قید کی سزا کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی جنگی قیدیوں کے علاوہ کسی اور قسم کے قیدیوں کا ذکر ہے۔ یہ جنگی قیدی وہ لوگ ہیں جنہوں نے جنگ میں ابتداء کی اور خون ریز جنگ کے بعد مسلمانوں کے قیدی بن گئے۔ اور وہ بھی جس وقت جنگی قیدی بن جاتے ہیں اس وقت سے ان کو آزاد کرنے کی کوششیں شروع ہو جاتی ہیں۔ مغربی دنیا میں اسلامی سزاؤں پر بہت تنقید کی جاتی ہے حالانکہ ان کا اپنا طریقہ قید مجرموں کے لئے سخت اذیت ناک ہوتا ہے اور ایسی سزائیں بہت کم ان کی اصلاح کا موجب بنتی ہیں بلکہ اس کے برعکس ایک دفعہ قید کاٹ کر واپس آنے والا شخص اس سے بڑا مجرم بن کر باہر آتا ہے جتنا وہ قید خانہ میں جانے سے پیشتر تھا۔ فرمایا کہ نسبتاً معصوم انسان اندر جاتے ہیں اور وہاں سے جرائم کے ماہر بن کر واپس آتے ہیں اور اپنے اگلے جرم کی تیاری وہ قید خانے سے ہی کر کے باہر آتے ہیں۔ اگر ایسے مجرموں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں جو شریف شہریوں کے لئے عذاب بنے ہوتے ہیں تو ان کی تعداد ان لوگوں سے بہت کم ہو گی جو ان کے جرائم کے نتیجے میں معذور کر دیئے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اس معاشرے میں بے چینی اور بدامنی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ایک مختصر تعداد نے ایک بڑی تعداد پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ یوروپین معاشرہ میں جہاں قید کی سزائیں ہیں وہاں جرائم ان ملکوں سے کہیں زیادہ ہو رہے ہیں جن میں قید کی سزائیں نہیں ہیں۔ جرائم کے اس لامتناہی سلسلے کی جڑیں غیر فطرتی اور غیر مذہبی سزاؤں میں ہیں۔ مکمل طور پر معاشرے کو پُر امن رکھنے کے لئے قرآنی سزاؤں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ انسانی فطرت سے پوری طرح آگاہ ہے لہٰذا وہ بہتر جانتا تھا کہ انسانی اقدار کی حفاظت کس طرح بہتر طریقے پر ہو سکتی ہے جو سزائیں اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہیں وہی بہتر ہیں۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں معاشرے کا وہی حال ہو گا جو مغربی معاشرے کا اس وقت ہو رہا ہے۔

(مجلس عرفان ۱۲؍اپریل ۱۹۸۶ء)

درخواستِ دُعا:- برادرم مکرم قریشی مختار احمد صاحب ہاشمی جو ایک لمبا عرصہ دفتر نظارت خدمت درویشان میں خدمت سرانجام دیتے رہے ہیں۔ دو تین سال سے بعارضہ فالج بیمار چلے آرہے ہیں اب انہیں فالج کا دوبارہ حملہ ہوا ہے۔ جس بنا پر کمزوری بہت زیادہ ہے۔ تمام احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے اُن کی کامل شفا یابی کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار۔ ممتاز احمد ہاشمی درویش قادیان

منقولات

مذہبی اقلیتوں اور قومیتوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کریں۔

کوئٹہ (پ ر) بلوچستان کے سابق گورنر اکبر بگٹی نے یہاں ایک بیان میں کہا کہ سندھ پنجاب اور بلوچستان میں شائع شدہ خبروں کے مطابق چند خفیہ تنظیمیں جن کو بعض حکام کی سرپرستی حاصل ہے آج کل احمدیوں کو ستانے کے درپے ہیں۔ وہ نہ صرف ان کے اعتقادات میں دخل اندازی کر رہی ہیں بلکہ ان کی املاک اور جان کو بھی خطرہ میں ڈال رہی ہیں۔ سندھ میں احمدیوں کا تسلسل سے قتل ہوا ہے اور حملہ آور دن اور قاتلوں کا قانون سے بچ نکلنا ایک معمول ہی بن گیا ہے۔ اکبر بگٹی نے کہا کہ یہ صورتحال ملک کی فوجی حکومت کی کوتاہ نظری اور ذاتی مفاد پر مبنی لیکن ملک کے لئے تباہ کن پالیسی کا قدرتی نتیجہ ہے۔ حکومت کی یہ پالیسی بنیادی انسانی حقوق اور مذہبی رواداری کے بالکل منافی ہے جس کے نتیجہ میں اقلیتوں کے حقوق پامال ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گذشتہ سال فوجی حکمرانوں نے ایک آرڈیننس کے ذریعے احمدیوں کو اپنے مذہبی فرائض انجام دینے، اذان دینے حتیٰ کہ اس بات کا سچائی کے ساتھ اعلان کرنے پر بھی کہ وہ اپنے آپ کو کس مذہب کا پیرو سمجھتے ہیں، منع کر دیا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ملکی حکومت اپنے ہی شہریوں کو اپنے مذہب کی تعلیم پر عمل کرنے کی سزا دیتی ہے۔ عقل سے عاری اس پالیسی کی گونج اقوام متحدہ میں بھی سنی گئی جہاں حال ہی میں بنیادی حقوق کی کمیٹی نے حکومت پاکستان کی اس پالیسی پر نفرت کا اظہار کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ یہ قابل اعتراض قانون واپس لیا جائے۔ یہ بات قطعاً حیران کن نہیں ہے کہ دنیا کے اس سب سے بڑے ادارے میں حکومت پاکستان کا یہ عمل اور رجعت پسندانہ قانون تمسخر اور تذلیل کا باعث بنا۔ اکبر بگٹی نے تمام محب وطن شہریوں کو تلقین کی کہ وہ تمام مذہبی اقلیتوں اور قومیتوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کریں۔ نیز مذہبی رواداری، آزادی، اظہار خیال، اجتماع اور اشاعت کے حقوق کے لئے جدوجہد کریں اور پھر ان کا تحفظ کریں۔ (صنوبر کوئٹہ ۱۵؍نومبر ۱۹۸۶ء)

اس مذہبی جوش و خروش کا مطلب؟

جماعت احمدیہ سے وابستہ دو افراد کو ڈی۔ ایس پی مردان کے حکم کے تحت زیر دفعہ ۲۹۸ (ج) تعزیرات پاکستان گرفتار کیا گیا ——— شاد محمد نامی ایک شخص نے ایک احمدی کی دکان سے چھ عدد بجلی کے بلب خریدے اور کیش میمو طلب کیا کیش میمو کی پیشانی پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھا ہوا تھا۔ جسے پولیس کے حوالے کر کے مالکان دکان کے خلاف مقدمہ درج کر دیا گیا۔ اور مالکان گرفتار کر لئے گئے۔

بعض اخبارات میں یہ خبر ایک غیر اہم اور چھوٹی سی خبر کے طور پر شائع ہوئی۔ مجھے یہ خبر پڑھ کر کوئی صدمہ نہ ہوا۔ کیونکہ ہمارے یہاں اب ایسا کرنا "معمولی" بن چکا ہے جس کا قارئین پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جو بجائے خود ایک نہایت افسوسناک کیفیت ہے۔

ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ احمدیوں کو "غیر مسلم" قرار دیا جا چکا ہے اور ایک حالیہ آرڈیننس ××× مجریہ ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کی رو سے انہیں اپنے آپ کو "مسلمان" کہنے۔ اپنے عقیدے کی تبلیغ کرنے اور اپنی عبادت گاہوں کو "مسجد" کہنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

اُن کی عبادت گاہوں پر حملے کئے جاتے ہیں۔ اُن کی عبادت گاہوں سے "کلمہ طیبہ" مٹایا جا رہا ہے۔ اور اُن لوگوں کو اپنے سینوں پر "کلمہ طیبہ" کا بیج لگانے پر گرفتار کیا جا رہا ہے اور اس نوعیت کے درجنوں مقدمات ہماری عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

ایک مختلف زاویہ سے

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ایک با اختیار پارلیمنٹ ہر قسم کا بل پاس کر سکتی ہے۔ اور ایک مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کوئی بھی حکم جاری کر سکتا ہے۔ یہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ میں اس مسئلہ پر ایک مختلف زاویئے سے روشنی ڈالنی چاہتا ہوں۔

آخر اس مذہبی جوش و خروش کی اہمیت اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کی نوعیت کیا ہے؟ کیا اس نوع کی مذہبی دیوانگی ہمیں اس دور میں بچا سکے گی۔

آج تہذیب کی تاریخ اور ذہنی اور اخلاقی ارتقاء میں ہمارا کیا مقام ہے؟ ——— کیا کوئی فرد واحد کوئی عدالت یا پارلیمنٹ ان لوگوں کے عقائد کے بارے میں کوئی فیصلہ دینے کی مجاز ہے۔ جنہیں وہ پہلے ہی "کافر" سمجھتی ہے؟ ——— کسی ایک فرقہ سے وابستگی کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ اپنے فرقہ کو حق پر اور باقی سب کو غلطی خوردہ سمجھا جائے۔ لہٰذا ان معاملات میں کوئی صحیح فیصلہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟ نیز اسی بنیاد پر کیا شرعی عدالتیں اس قسم کے معاملات پر غور کر سکتی ہیں؟ میں ملک کے ہر ذی شعور شہری کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان سوالات پر غور کر کے خود ہی اس کا حل تلاش کریں۔

تاریک دَور

موجودہ صورت حال کا جائزہ لیجئے۔ نیز پارلیمنٹ اور حکومتی حلقوں میں نقطۂ عروج کو پہنچے ہوئے اس مذہبی جوش و خروش کو دیکھنے کے بعد مجھے عیسائیوں کا وہ دَور یاد آ گیا جسے اب "تاریک دَور" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ——— سوال یہ ہے کہ ان صدیوں کو "تاریک دَور" کا نام کیوں دیا جاتا ہے ——— جسمانی طور پر وہ لوگ کسی سے فکر اور سوجھ میں کم تو نہ تھے۔ وہ ہماری طرح کھاتے پیتے اور زندگی بسر کرتے تھے۔ پھر ان ایام کو "تاریک" کس بات نے بنایا؟

ذہنی فسق و فجور۔ فکری تساہل، تن آسانی، جمود، مذہبی جنون اور مذہبی معاملات میں ناروا داری، یہ ہیں وہ "وجوہ" ——— جن کی بنا پر ان دنوں کو "عیسائی اقوام کا تاریک دَور" کہا جاتا ہے۔

- ——— دلیل دینے کی اجازت نہ تھی۔
- ——— غور و فکر بدعت تصور ہوتے تھے۔
- ——— ہزاروں مجبور و بے بس افراد کو بدعتی خیالات و نظریات کا حامل قرار دے کر زندہ جلا دیا گیا۔
- ——— مذہبی عدالتیں اور تحقیقاتی ادارے ہر وقت لوگوں کے ذہنوں کی ٹوہ میں رہتے کہ اُن میں بدعت کا کوئی شائبہ تو نہیں؟ پھر یہ بھی نظر آتا ہے کہ ——— سوء اتفاق سے وہ دَور ذہنی اور اخلاقی طور پر انتہائی تاریک دَور تھا۔ وہ باریک سے باریک ترین بدعت تو دیکھ سکتے تھے لیکن ان مختلف النوع برائیوں اور خرابیوں سے کاملاً بے پرواہ تھے جو معاشرہ میں راہ پا رہی تھیں۔ بدقسمتی سے ان اندوہناک یادوں کو اوراق تاریخ سے کھرچا یا مٹایا بھی نہیں جا سکتا۔ ان اذیت ناک تفاصیل کو پڑھ کر کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے ——— اور متذکرہ تحقیقاتی اداروں کے ہاتھوں زندہ جلا دیئے جانے والوں کا تصور کر کے آج بھی ہر شخص کا جسم کانپ اٹھتا ہے۔ سپین۔ فرانس۔ اٹلی اور دیگر ممالک کی تواریخ ان ہولناک داستانوں سے اٹی پڑی ہیں۔ میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم مسلمان بھی اسی دور سے گزریں؟ کیا ہم انہی ڈرانے والی نسل ہیں؟ جنہیں یاد کر کے آئندہ نسلیں شرمسار ہُوا کریں گی؟
- ——— حکومت معمولی معمولی باتوں پر لوگوں کو گرفتار کر رہی ہے۔
- ——— عبادت گاہوں سے "کلمہ طیبہ" مٹا رہی ہے۔

سینوں پر "کلمہ طیبہ" کے بیج لگانے کی پاداش میں مقدمات قائم کر رہی ہے مجھے حیرت ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ ہمارے مُلاّ کی "سوچ" ازمنہ وسطیٰ کے عیسائی پادریوں کے تحقیقاتی اداروں سے کس قدر "مشابہت" و مماثلت رکھتی ہے۔

جواب بہت آسان ہے

اس با کمال پالیسی کو معاشرہ میں پھیلی ہوئی رشوت، بلیک مارکیٹنگ اور دیگر جرائم پر مشتمل برائیاں اور بدعنوانیاں دکھائی تک نہیں دیتیں۔ مُلاّ نے کبھی سمگلر، مرتشی افسر، یا کسی جرائم پیشہ کے خلاف کبھی شکایت نہیں کی۔

آخر وہ خدا کی شریعت کی ان خلاف ورزیوں کے معاملہ میں اس قدر بے نیاز و بے پروا کیوں ہے؟ اور کسی غیر مسلم کے سینہ پر "کلمہ طیبہ" کا بیج

نتیجہ نمبر ——— اور کبھی کسی سمجھ پر ——— بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی دیکھ کر اس کی دل آزاری کیوں ہو جاتی ہے؟ وہ حکومت جو فرقہ داریت نافذ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اور مذہبی عدالتوں کے قیام کی حوصلہ افزائی بھی کر رہی ہے۔ اُسے اس سوال کا جواب تلاش کرنا چاہیئے ——— جواب بہت آسان ہے یہ کہ ملک ذہنی، دماغی، اخلاقی اور عملی طور پر دیوالیہ ہو چکا ہے وہ معاشرہ میں بُرائی مٹانے کی صلاحیت سے عاری ہے۔ اس کی نظر صرف لوگوں کے ذہنوں اور دماغوں میں پائی جانے والی بدعتوں پر ہے تاکہ غیر مسلموں کو اسلام سے دُور رکھا جا سکے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ڈاکٹر شہاب ثاقب (پشاور)

(ترجمہ از روزنامہ فرنٹیئر میل ۱۳؍ جولائی ۱۹۸۶ء)

اجتماع حیدرآباد (بقیہ صفحہ اوّل)

8- گروپ کا اور مکرم سیٹھ یوسف احمد الدین صاحب کی زیر صدارت 3- گروپ کا مقابلہ تلاوت قرآن کریم ہوا۔ ہر دو علمی مقابلہ جات میں مکرم سید جہانگیر علی صاحب، مکرم سیٹھ سید جہانگیر احمد صاحب۔ مکرم مولوی سراج الحق صاحب، مکرم خواجہ محمد معین الدین صاحب، مکرم مولوی شمس الدین صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ حیدرآباد، مکرم رحمت اللہ صاحب غوری، مکرم شیخ مسعود احمد صاحب انچارج معلم وقف جدید۔ مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب بیدر اور مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی نے ججز کے فرائض سرانجام دیئے۔

مسجد احمدیہ فلک نما میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرنے کے بعد تمام انصار، خدام، اطفال، لجنہ اور ناصرات کو علیحدہ علیحدہ کھانا پیش کیا گیا۔ جس کا انتظام مکرم محمد اقبال صاحب ضمیر نے اپنی طرف سے کیا تھا۔ تیاری طعام کے سلسلہ میں مکرم احمد عبدالباسط صاحب موسیٰ رام باغ۔ اور مکرم مبارک احمد صاحب اقبال نے تعاون فرمایا۔

دوسرا اجلاس اور تقسیم انعامات

ٹھیک ساڑھے تین بجے محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ آندھرا پردیش کی زیر صدارت اجتماع کے دوسرا اور آخری اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک مکرم قاری محمد منور صاحب نے کی عہد مکرم احمد عبدالماجد صاحب نے دوہرایا۔ اور نظم مکرم مقصود احمد صاحب شرق نے پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ خدام کے ہر دو گروپس کے مقابلہ جات نظم خوانی اور تقاریر منعقد ہوئے۔

اسی دوران مسلسل چار ماہ کے مبارک باراں کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے موسلا دھار بارش شروع ہو جانے کی وجہ سے اس اجلاس کی بقیہ کارروائی مسجد احمدیہ میں انجام پذیر ہوئی۔ مکرم ظہیر احمد صاحب نومبائع زار زنگی نے "میں نے احمدیت کو کیوں قبول کیا؟" کے زیر عنوان بہت ہی ایمان افروز داستان بیان کی۔ بعدہٗ محترم صدر اجلاس نے خدام سے زیر عنوان سے

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سُستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

مؤثر رنگ میں خطاب کیا اور خدام کو اپنی ذمہ داریوں سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے کی تلقین فرمائی۔

بعدہٗ آپ نے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں اوّل، دوم اور سوئم آنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔ مقابلہ جات میں حصہ لینے والے نیز دوران سال حسن کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے خدام اور عہدیداران کو بھی ترغیبی انعامات دیئے گئے۔ مکرم سید ابرار احمد صاحب کو بحیثیت بہترین داعی الی اللہ اور مکرم سید لیسین صاحب کو بہترین خدمت خلق کے لئے خصوصی انعام دیئے گئے۔ اسی طرح دو نہایت قیمتی میڈل جو S. S. SPORTS کے ایک مخلص سکھ دوست نے اپنی طرف سے مہیا کئے تھے۔ مقامی مجلس کے دو مستعد اور فعال کارکنان مکرم احمد عبدالماجد صاحب نائب قائد اور مکرم واصف احمد انصاری صاحب ناظم مال کو دیئے گئے۔

اطفال الاحمدیہ کے بھی ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اور انہیں بھی انعامات دیئے گئے۔ اس کے ساتھ چھٹا سالانہ اجتماع شام ساڑھے چھ بجے اجتماعی دُعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے بہترین نتائج سے متمتع فرمائے۔ آمین

وصایا

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ایک ماہ کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ کریں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۵۱۴ ——— میں منور احمد طاہر ولد مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش قوم ڈرائیچ پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۸۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت کرتا ہوں میری اس وقت ماہوار تنخواہ ۲۳۵/- روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ زندگی میں اگر کوئی اور جائیداد یا انکم پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ نیز بوقت وفات میرا جو بھی ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ظہیر احمد خادم	منور احمد طاہر	ممتاز احمد ہاشمی

وصیت نمبر ۱۴۶۶۹ ——— میں کے محبوب احمد ولد کے نذر الدین صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۷۳ء ساکن تروپتی ڈاکخانہ تروپتی ضلع چتور صوبہ آندھرا پردیش۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۸۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱ ——— زرعی زمین پانچ ایکڑ واقعہ تروپتی ضلع چتور (آندھرا) (جس کی موجودہ مالیت تقریباً اڑھائی لاکھ روپے ہے۔) کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔

۲ ——— تنخواہ بحیثیت لیکچرار گورنمنٹ کالج کالاہستی ضلع چتور آندھرا مبلغ دو ہزار روپے ماہوار کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ آئندہ اگر مزید جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دوں گا۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
سید خلیل احمد جگنا پیٹھ	کے محبوب احمد	عبدالمصور بمبئی

وصیت نمبر ۱۴۷۱۶ ——— میں بشیر الدین خان تاراکوٹی ولد مکرم رحمٰن خان صاحب قوم پٹھان پیشہ معلم عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۹ء ساکن بروندائی ڈاکخانہ بروندائی ضلع کٹک صوبہ اُڑیسہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۸۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ مجھے اس وقت بطور معلم وقفِ جدید اور کچھ دوسرے ذرائع سے کل مبلغ ۸۰/- روپے ماہوار انکم ہوتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخلہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگا۔ میری یہ وصیت ماہ مئی ۱۹۸۶ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد یوسف انور	بشیر الدین خان	محمد تبارک احمد

وصیت نمبر ۱۴۷۳۷ ــــ میں اسرائیل احمد ولد خورشید احمد صاحب پربھاکر قوم مسلم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶-۱۱-۸۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں مجھے ماہوار مبلغ ۳۷۵/- تین صد پچہتر روپے صرف تنخواہ ملتی ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی زائد آمد نہیں ہے۔ میں اپنی تنخواہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میں کسی قسم کی کوئی زائد آمد پیدا کروں تو میں مجلس کارپرداز کو اطلاع دوں گا۔ میری یہ وصیت ۱۲-۸۴ سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
سید صباح الدین — اسرائیل احمد — مرزا محمد زمان درویش

وصیت نمبر ۱۴۷۴۷ ــــ میں جمیل احمد فانی ولد مکرم خلیل الرحمٰن صاحب فانی قوم احمدی پیشہ دکان داری عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ رمئی ۱۹۸۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی بھی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ ۴۰۰/- روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
حکیم بدرالدین عامل — جمیل احمد فانی — محمد یعقوب جاوید

وصیت نمبر ۱۴۷۴۸ ــــ میں عبدالجبار ولد مکرم گوہا دتا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۸-۵-۸۴ ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰-۵-۸۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۲۲۵/- روپے ہے۔ اس کے علاوہ زائد آمد ماہوار ۱۰/- روپے کے قریب ہو جاتی ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا نیز اس کے بعد اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت یکم جون ۱۹۸۵ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
بشیر احمد مہار — عبدالجبار — ریحان احمد ناصر

وصیت نمبر ۱۴۷۵۱ ــــ میں رفیق احمد طاہر ولد مکرم مولوی برکت علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ فی الحال بے روزگار عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۴-۶-۸۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے مبلغ دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ میری وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
شاہد احمد قاضی — رفیق احمد طاہر — مظہر احمد طاہر

وصیت نمبر ۱۴۷۶۱ ــــ میں محمد ایوب مالاباری ولد مکرم ایم اے علی صاحب قوم احمدی پیشہ مبلغ سلسلہ عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۷۵ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷-۱-۸۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں اور مجھے ماہوار ۴۳۰/- روپے ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز اگر اس کے بعد مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
فرید احمد کارکن وقف جدید — محمد ایوب — شاہد احمد قاضی

وصیت نمبر ۱۴۷۶۸ ــــ میں ڈاکٹر سید منور علی ولد مکرم سید محمد عیسیٰ صاحب مرحوم قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۱۵ر اکتوبر ۱۹۳۴ء تاریخ بیعت ۱۹۵۰ء ساکن کانپور حال قادیان ڈاکخانہ قادیان۔ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۱-۱۲-۸۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ ایک قطعہ جس کا رقبہ ۱۵×۷ گز محلہ لر لیشہ دلیری نگر کانپور میں واقع ہے اور جس کی موجودہ قیمت اندازاً ۵۰۰/- روپے ہے۔ اس کے علاوہ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں۔ اور مجھے مبلغ ۱۰۲۶/- روپے ماہوار ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا انشاء اللہ۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت ماہ جنوری ۱۹۸۶ء سے نافذ کی جاوے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
راشد حسین — ڈاکٹر سید منور علی — شاہد احمد قاضی

وصیت نمبر ۱۴۷۶۹ ــــ میں تنویر احمد خادم ولد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم قوم احمدی پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹-۳-۸۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں میرا گذارہ میری آمد پر ہے جو کہ مجھے بصورت ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان سے ۔۔۔ روپے ملتی ہے۔ اس ماہوار آمد پر ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آئندہ جب کبھی بھی کوئی جائیداد یا آمد کوئی اور ذریعہ بھی پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دوں گا۔ نیز میری وفات پر جو بھی میرا ترکہ ثابت ہوگا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ وصیت

یہ نافذ العمل سمجھی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
منیر احمد خادم	تنویر احمد خادم	نصیر احمد خادم

وصیت نمبر ۷۹۸ ۱۴ ـــــ میں اے۔ یع زینب زوجہ ٹی ایم محمد صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کاداشیری حال قادیان ڈاکخانہ کاداشیری حال قادیان۔ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۹/۸۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ فی الحال میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں البتہ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

زیورات طلائی ایک عدد ہار۔ دو عدد گولڈ کوائن کل وزن ۱۷½ گرام قیمت	۳۵۰۰/- روپے
حق مہر بذمہ خاوند	۳۰۰۰/- ”
زیورات نقرئی۔ ایک پازیب وزن ۷۰ گرام قیمت بوجہ مکس گلٹ	۱۴۰۰/- ”

اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے مبلغ ۲۵۰/- روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہونگی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
ٹی ایم محمد خاوند موصیہ	زینب	محمد عبد الحق انسپکٹر وقف جدید

وصیت نمبر ۸۰۰ ۱۴ ـــــ میں کلیم احمد ناصر ولد مکرم محمد عبد الحلیم صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن شاہ آباد ڈاکخانہ شاہ آباد ضلع گلبرگہ صوبہ کرناٹک۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۹/۸۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے البتہ ایک مکان میرے والد صاحب مرحوم کا بمقام دیودرگ رائچور کرناٹک میں ہے۔ جو ابھی ورثاء میں تقسیم نہیں ہوا۔ بعد تقسیم میرے حصہ میں جس قدر حصہ آئے گا اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ میری منقولہ جائیداد اس وقت ۵۰۰۰/- روپے ہے جو میں نے تجارت میں لگائی ہے۔ اور اس تجارت سے مجھے فی الحال ۳۰۰/- روپے ماہوار آمدنی ہے۔ میں اپنی اس منقولہ جائیداد اور اپنی ماہوار آمدنی کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور آئندہ اگر کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ پیدا کروں یا زائد آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ میری یہ وصیت از تاریخ تحریر وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ظہیر احمد خادم	کلیم احمد ناصر	محمد اکبر نائب ناظر بیت المال آمد

وصیت نمبر ۸۰۱ ۱۴ ـــــ میں امۃ المتین زوجہ مکرم کلیم احمد صاحب ناصر قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن شاہ آباد ڈاکخانہ شاہ آباد ضلع گلبرگہ صوبہ کرناٹک۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۹/۸۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں البتہ منقولہ جائیداد بتفصیل ذیل ہے۔

۱۔ گلے کا ہار طلائی وزنی تین تولہ مالیتی		۶۰۰۰/-
۲۔ کان کا پھول پانچ گرام	”	۱۰۰۰/-
۳۔ پازیب چاندی ۱۰ تولہ	”	۴۰۰/-
۴۔ گھڑی ایک عدد دستی	”	۲۰۰/-
۵۔ سلائی مشین	”	۱۰۰۰/-
۶۔ ٹیبل و سیلنگ فین	”	۸۰۰/-

۷۔ حق مہر بذمہ خاوند	۵۰۵۱/-
کل میزان	۱۴۰۰۱/-

علاوہ ازیں میں اس وقت سکول ٹیچر ہوں اور اس کے ذریعہ مجھے ماہوار ۱۰۰۰/- روپے مشاہرہ ملتا ہے۔ میں اپنی مذکورہ جائیداد اور ماہوار آمد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ آئندہ اگر کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ یا زائد آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گی۔ انشاء اللہ۔ میری یہ وصیت از تاریخ تحریر وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
کلیم احمد ناصر خاوند موصیہ	امۃ المتین	ظہیر احمد خادم

وصیت نمبر ۸۰۲ ۱۴ ـــــ میں مسماۃ جانا بیگم بیوہ مکرم غلام نبی صاحب پڈر مرحوم قوم پڈر پیشہ امور خانہ داری عمر ۶۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۰ء ساکن ناصر آباد ڈاکخانہ ناصر آباد ضلع اسلام آباد صوبہ کشمیر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۹/۸۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ منقولہ جائیداد کھانے کے برتن	۱۰۰۰/- روپے
۲۔ غیر منقولہ جائیداد مکان جس کا حصہ رسدی	۲۰۰۰/- ”
۳۔ زمین ۶ کنال موجودہ قیمت	۳۰۰۰۰/- ”
کل میزان	۳۳۰۰۰/-

زمین سے جو آمد ہوگی اس کا 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ زرعی زمین ۶ کنال سے سالانہ آمدنی ۹۰/- روپے کی توقع ہے۔ اگر اس سے زائد آمدنی ہوگی تو بھی اس کا 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے خاوند حق مہر ادا کرنے سے قبل وفات پا گئے تھے۔ اس لئے اس جائیداد کا ذکر وصیت میں نہیں کیا گیا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سید نصیر الدین انسپکٹر بیت المال	جانا بیگم	عبد العزیز پڈر سیکرٹری مال ناصر آباد

وصیت نمبر ۸۰۳ ۱۴ ـــــ میں مجید خاں ولد مکرم ثمر خاں صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۹/۸۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس میری کل جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

ایک عدد مکان واقع ننگل باغبانہ میں ہے۔ جس کی موجودہ قیمت ۱۵۰۰۰/- روپے۔ فی الحال خدا کے فضل سے والد صاحب تا حیات ہیں۔ اس کے علاوہ بطور ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان مبلغ ۴۹۰/- روپے اور فوجی پنشن ۲۱۲/- روپے ماہوار ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز اس کے بعد اگر مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
شاہد احمد قاضی	مجید خاں	عبد اللطیف تحریر ننگل باغبانہ

وصیت نمبر ۱۴۸۰۶

میں بشریٰ صادقہ زوجہ مکرم رشید الدین صاحب پاشا۔ قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری، عمر ۲۴ سال، تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۷/۸۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری موجودہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے :۔

حق مہر بذمہ خاوند	۱۰۰۰۰---۰۰ روپے
زیورات طلائی :۔ (۱) ایک سیٹ ہار اور کانٹے ۲۰ گرام (۲) چین لاکٹ ۱۳ گرام (۳) لاکٹ مالیس ۲۰ گرام (۴) انگوٹھیاں ۳ عدد ۱۰ گرام۔	
(۵) کوکا ۱/۲ گرام کل وزن ۱/۲ ۶۳ گرام۔ موجودہ قیمت	۱۲۷۰۰---۰۰ روپے
زیورات نقرئی :۔ (۱) ہار مالیس ۱۷ گرام (۲) انگوٹھیاں ۳ عدد ۱۱ گرام (۳) پازیب ۴۳ گرام (۴) کالی پوٹ ۱۲ گرام کل وزن ۷۱ گرام۔ موجودہ قیمت	۲۴۸---۰۰ روپے
میزان	۲۲۹۴۸---۰۰ روپے

اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے مبلغ پچاس روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت جاری ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
نصیر الدین قمر	بشریٰ صادقہ	محمد دین مستری

قتل بربنائے ارتداد۔ بقیہ اداریہ صفحہ ۲

یہ میرا عقیدہ ہے ـــ حقوق العباد کے خلاف جو کارروائی ہوگی اُس کی سزا دینے یا معاف کرنے کا حق بندوں کو ہے۔ آخرت میں خداوند کریم بھی اُس کی سزا دے گا۔ کیونکہ حقوق العباد کی نگہداشت بھی خدا کا حکم ہے اور اس کی خلاف ورزی بھی خدا کی طرف سے سزا کی مستوجب ہے۔ مگر عقائد میں گمراہی جو ان اعمال میں ظاہر نہ ہو، جو حقوق العباد کے خلاف ہیں صرف خدا کی سزا دہی کے لئے مخصوص ہیں۔ لیکن کسی کو زبردستی "مسلم" بنانا یا "قتل مرتد" کی دھمکی دے کر کسی کو منافقت میں رکھنا میرے نزدیک اسلام سے اتنا دور ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیونکر جزو اسلام ہو سکتا ہے؟"

(بحوالہ ماہنامہ نقوش ۲۰ ویں سالگرہ خطوط نمبر جلد ۲)

(خورشید احمد انور)

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:۔ ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH :- 275475
RESI :- 273903 } CALCUTTA - 700073.

الخیر کلہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA PHONE :- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:۔ سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS

2 - TOPSIA ROAD, CALCUTTA - 700039.

ھو الناصر

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں

معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیے!

الرؤف جیولرز

۱۶۱ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری، شمالی ناظم آباد۔ کراچی فون نمبر ۲۱۷۰۶۹

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے

آٹو ونگس

AUTOWINGS,

13 - SANTHOME HIGH ROAD,

MADRAS -- 600004

PHONE { 76360
14350

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے}

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ } کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش

SARA Traders

WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS

SHOE MARKET, NAYAPOOL, HYDERABAD 500002.

PHONE NO. 522860.

اِستادِتبعک

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً
وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

یقیناً بعض شعر (پُر) حکمت ہوتے ہیں اور بعض تقریریں جادو (اثر) ہوتی ہیں۔

محتاجِ دُعا:۔ یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔" } ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس، کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گولڈ لک الیکٹرانکس، انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

امپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اوشا سلائی مشین کے سیل اینڈ سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS,

6 - ALBERT VICTOR ROAD, FORT.

BANGALORE - 2.

GRAM:- MOOSARAZA

PHONE:- 605558

حیدرآباد میں

فون نمبر:۔ 42301

بیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابلِ بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپئرنگ ورکشاپ (آغاپورہ)

۱۲-۱-۴۸۷ سعید آباد۔ حیدرآباد۔ (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳)

فون نمبر 42916 ٹیلیگرام "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:۔ کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینوس۔ ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲/۴/۲۴۰ عقب کاچی گوڑہ ریلوے اسٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے انکی تذلیل۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

NIR®

CALCUTTA - 15.

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!